بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُصُولِ حدیث

مرتبہ

مسعُود احمد

بی، ایس سی۔
امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین (رجسٹرڈ)

تَدْلِیس

تَدْلِیس کے معنیٰ ہیں " اپنے سامان کے عیب کو چھپانا "۔ اپنے سامان کا عیب چھپا کر بیچنا یقیناً خریدار کو دھوکا دینا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اصولِ حدیث میں حدیث کے عیب کو چھپانا تدلیس کہلاتا ہے۔ اگر کوئی راوی حدیث کی روایت کرتے وقت اپنے استاد کا نام نہ لے بلکہ اُس سے اوپر کے راوی یعنی استاد کے استاد کا نام لے اور لفظ ایسا اختیار کرے جس سے استاد کے استاد سے اُس حدیث کے سننے کا احتمال ہو تو یہ فعل تدلیس کہلاتا ہے۔ مدلس وہ راوی ہے جو حدیث کو بیان کرکے یہ تاثر دے کہ اُس نے اُس راوی سے جس کا اس نے نام لیا ہے سنا ہے حالانکہ سنا نہ ہو۔

تدلیس کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں :۔ (۱) فریب دینا اور (۲) لاپرواہی۔

اگر کوئی راوی اپنے استاد کے نام کو اس لئے چھپاتا ہے کہ وہ کذّاب یا ناقابل اعتبار ہے تو یہ بہت بڑا جرم ہے اور یہ سامان فروش کا اپنے سامان کے عیب کو چھپا کر بیچنے سے زیادہ قبیح ہے اس لئے کہ سامان فروش اپنے سامان کے عیب کو چھپا کر صرف خریدار کو دھوکا دیتا ہے لیکن اگر کوئی راوی کسی حدیث کے عیب کو چھپاتا ہے تو وہ پوری امّت کو دھوکا دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم) جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

جب سامانِ تجارت کو فروخت کرنے کے سلسلہ میں اگر کوئی شخص دھوکا دیتا ہے تو حدیث مذکورہ بالا کی رُو سے وہ جماعت المسلمین سے خارج ہو جاتا ہے تو جو شخص دین کے معاملہ میں پوری امّت کو دھوکا دے وہ کتنا بڑا مجرم ہوگا۔ ایسا شخص ہرگز امام یا محدّث نہیں ہوگا بلکہ بہت بڑا دھوکے باز ہوگا اور حدیث مذکورہ بالا کی روشنی میں جماعت المسلمین سے خارج سمجھا جائیگا۔ مدلس راوی نے خواہ وہ امام یا محدث ہی کیوں نہ کہلاتا ہو اپنے استاد کا نام چھپا کر اتنا بڑا جرم کیا ہے کہ الامان الحفیظ۔ اب وہ حدیث اس استاد کی وجہ سے جس کا نام چھپایا گیا ہے ضعیف نہیں ہوگی بلکہ اُس نام نہاد امام یا محدث کی وجہ سے ضعیف ہوگی۔ اُس نام نہاد امام یا محدث کو دھوکے باز کذّاب کہا جائیگا۔ علماء اب تک اُس راوی کی وجہ سے جس کا نام چھپایا گیا مدلس کی روایت کو ضعیف سمجھتے رہے لیکن اُس دھوکے باز کذّاب کو امام یا محدّث ہی کہتے رہے۔ انہوں

کبھی یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں یا ان سے کیا کہلوایا جا رہا ہے۔
افسوس تقلید نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔
امام شعبہ فرماتے ہیں: "تدلیس جھوٹ کا ہم پلہ ہے" (علوم الحدیث مصنفہ ڈاکٹر صبحی صالح مترجم اردو ص ۲۲۰ بحوالہ الباعث الحثیث ص ۵۸)
امام عبدالرزاق پر جب تدلیس کا الزام لگایا گیا تو کعبہ سے لٹک کر کہنے لگے: اے میرے رب، مجھے کیا ہوا؟ کیا میں کذّاب ہوں؟ کیا میں مدلّس ہوں؟ (طبقات المدلّسین لابن حجر ص ۴۴)

حقیقت یہ ہے کہ تدلیس جھوٹ سے بھی بدتر ہے۔ اگر مدلّس راوی نے کسی کذّاب کے نام کو چھپایا تو گویا اس نے موضوع حدیث کو صحیح باور کرایا یعنی جو چیز شریعت اسلامیہ میں نہیں تھی اس کو دھوکا دے کر شریعت اسلامیہ میں داخل کر دیا گویا اُس راوی نے دین سازی کی، شریعت سازی کی اور شریعت سازی کیونکہ بہت بڑا شرک ہے لہٰذا وہ مدلّس ایک بہت بڑے شرک کا مرتکب ہوا۔ اُس نے شرک فی التشریع، شرک فی الشریعت یا شرک فی الدین کا ارتکاب کیا۔

علماء پر تعجب ہے کہ ایسے دھوکے باز مشرک کو امام مانتے ہیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص جو حدیث میں فریب دہی کا مجرم ہو، شریعت سازی کا مجرم ہو پھر بھی وہ امام ہو۔ ایک ہی شخص جو بہ یک وقت چور بھی ہو اور امام بھی ضرور حیرت انگیز ہے۔ ایسا ہونا تو نہیں چاہیئے تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ جو شخص چور ہے وہ امام نہیں ہو سکتا اور جو شخص امام ہے وہ چور نہیں ہو سکتا۔ اماموں پر چوری، فریب دہی یعنی تدلیس کا الزام محض الزام ہے اور دشمنانِ اسلام کی سازش ہے کہ وہ ایک محدث کی طرف دوسرے محدث کے متعلق تدلیس وغیرہ کے الزام کو منسوب کرتے ہیں گویا کسی امام یا محدث کو دشمنانِ اسلام خود چور یعنی مدلّس نہیں کہتے بلکہ اس کی تدلیس، چوری یا فریب دہی کے الزام کو کسی امام کی طرف منسوب کر کے فنِّ حدیث کا بیڑا غرق کرنا چاہتے ہیں اور انکارِ حدیث کے لئے میدان ہموار کر کے دین کو بدلنا چاہتے ہیں۔ فنِّ حدیث اور محدثین کے خلاف یہ سازش بہت پرانی ہے۔
افسوس ہے کہ اکثر دھوکے میں آ گئے اور ائمہ اور محدثین کی نسبت تدلیس کے الزام کو تسلیم کرتے رہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ائمہ یا محدثین چوری کی نیت سے تدلیس نہیں کرتے بلکہ لاپرواہی سے ایسا کرتے ہیں تو یہ بھی صحیح نہیں۔ ایسے معاملہ میں لاپرواہی کرنا جس معاملہ میں لاپرواہی کرنے سے شریعت بدل جائے یا شریعت میں کمی بیشی ہو جائے بہت ہی بڑا جرم ہے۔ لاپرواہی

خصوصًا ایسے معاملہ میں لاپرواہی وہی کرسکتا ہے جو شریعت سازی کو کوئی اہمیت نہ دیتا ہو اور اس چیز کی کسی امام یا محدث سے توقع نہیں کی جاسکتی۔

مندرجہ بالا مباحث سے ثابت ہوا کہ جو شخص امام ہوگا وہ مدلس ہرگز نہیں ہوگا. علامہ حماد بن محمد الانصاری لکھتے ہیں :-

ثَانِیًا : مَنِ احْتَمَلَ الْاَئِمَّۃُ تَدْلِیْسَہٗ وَخَرَّجُوْا لَہٗ فِی الصَّحِیْحِ وَاِنْ لَمْ یُصَرِّحْ بِالسَّمَاعِ وَذٰلِکَ لِوَاحِدٍ مِنْ اَسْبَابٍ ثَلَاثَۃٍ

۱۔ اِمَّا لِاِمَامَتِہٖ

(التدلیس واقسامہ مطبوعہ مع کتاب طبقات المدلسین ص۱۹)

دوسرے طبقہ کے مدلس وہ لوگ ہیں جن کی تدلیس کو ائمہ نے اٹھا دیا ہے اور ان سے (اپنی) صحیح میں حدیثیں روایت کی ہیں اگرچہ انہوں نے (استاد سے) سننے کی تصریح نہیں کی ہے اور اس کی وجہ تین وجوہ میں سے ایک ہوسکتی ہے :-

۱۔ اس کی امامت کی وجہ سے۔

علامہ حماد بن محمد کے بیان سے ظاہر ہوا کہ اگر کوئی شخص امام ہے اور اس پر تدلیس کا شبہ یا الزام ہے تو اس کی تدلیس اس کی امامت کی وجہ سے کالعدم سمجھی جائے گی یعنی امام کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ امام ہوکر تدلیس یعنی چوری کرے۔

مندرجہ بالا مباحث سے ثابت ہوا کہ فنِ تدلیس بے حقیقت فن ہے. مزید برآں اگر کسی راوی کو مدلس کہنے والا اُس راوی کا ہمعصر نہ ہو تو یہ چیز اس فن کو مزید بے حقیقت بنا دیتی ہے. کسی راوی کو مدلس کہنے والا اُس راوی کے انتقال کے صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے تو آخر وہ کس بنیاد پر اس کو مدلس کہتا ہے۔ کیا وہ کوئی سند پیش کرتا ہے۔ اگر وہ سند پیش کرتا ہے تو کیا اس نے تحقیق کی کہ سند کے آخری راوی نے اپنے استاد یا ہم عصر راوی کی چوری کو کیسے پکڑا۔ ظاہر ہے کہ چوری کرنے والا اپنی بدنیتی کو خود کبھی ظاہر نہیں کرسکتا حتیٰ کہ اپنی لاپرواہی اور غفلت بھی کبھی ظاہر نہیں کریگا اس لئے کہ اس صورت میں بھی وہ محدثین کے نزدیک ثقہ نہیں رہے گا اور یہ کوئی راوی نہیں چاہتا کہ اُسے ضعیف یا ناقابلِ اعتبار سمجھا جائے. جب فریب دینے والا اپنے فریب کو ظاہر نہیں کرتا یا لاپرواہی کرنے والا اپنی لاپرواہی کو ظاہر نہیں کرتا تو دوسرے کو خواہ وہ اس کا شاگرد یا ہم عصر ہی کیوں نہ ہو کیسے معلوم ہوا کہ شیخ کی یا راوی کی نیت اچھی نہیں ہے۔ یہ سراسر غیب کا معاملہ ہے اور غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے کسی کو نہیں لہذا تدلیس کا فن کچھ نہیں بالکل بے حقیقت

ہے۔

اگر تدلیس کا الزام لگانے والا کوئی سند پیش نہیں کرتا تو اس کا الزام لایعنی اور کالعدم ہے۔

حدیث کا کوئی راوی نہ فریب دینے کی نیّت سے تدلیس کرتا ہے اور نہ لاپرواہی کی نیّت سے تدلیس کرتا ہے تو آخر پھر وہ تدلیس کرتا ہی کیوں ہے۔ فریب اور لاپرواہی کے علاوہ وہ کونسی چیز ہے جو اُسے تدلیس پر برانگیختہ کرتی ہے۔

خلاصہ مباحث تدلیس

مندرجہ بالا مباحث سے ثابت ہوا کہ جن اشخاص کو ائمۂ دین یا محدثین کہا گیا ہے وہ ہرگز مدلّس نہیں تھے۔ ہم ائمۂ دین یا محدثین کو مدلّس یعنی مفتری یا کذّاب نہیں مانتے۔ ہم ائمۂ دین یا محدثین پر تدلیس کا جو الزام لگایا گیا ہے اُسے لغو اور لایعنی ثابت کر رہے ہیں یعنی ہم تدلیس کے الزام سے انہیں بری ثابت کر رہے ہیں۔ ہماری تحریر کا مطلب یہ نہ لیا جائے کہ ہم اُن ائمۂ دین یا محدثین کو جن کو مدلّس کہا گیا ہے مفتری یا کذّاب کہنا یا کہلوانا چاہتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہم تو ان کی طرف سے صفائی پیش کر کے اور ان کو تدلیس کے الزام سے بری ثابت کر کے ان کو امام یا محدّث ہی کے درجہ پر رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد ان کو گرانا نہیں بلکہ گرنے سے بچانا ہے۔ اگر بالفرض کسی امام یا محدّث نے کسی راوی کے نام کو چھوڑ دیا تو اُسے ہم اس امام یا محدث کی بھول شمار کرینگے۔ اُسے تدلیس نہیں کہیں گے اس لئے کہ تدلیس قصداً ہوتی ہے اور بدنیتی سے ہوتی ہے۔ امام یا محدّث بدنیّت نہیں ہوتا۔

جن اماموں پر تدلیس کا الزام لگایا گیا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں :-

امام حسن بصریؒ، امام الولید بن مسلمؒ، امام سلیمان الاعمش، امام سفیان ثوری، امام سفیان بن عیینہ، امام قتادہ، امام مکحول، امام جریر بن حازم، امام حفص بن غیاث، امام طاؤس، امام عبداللہ بن زیدؒ، امام عبداللہ بن وہب، امام علی بن عمر الدارقطنی، امام مالک، امام ہشام بن عروہ، امام موسیٰ بن عقبہ، امام یحییٰ بن سعید، امام یزید بن ہارون، امام ابراہیم نخعی، امام الحکم بن عتیبہ، امام حماد بن اسامہ، امام سعید بن ابی عروبہ، امام سالم بن ابی الجعد، امام سلیمان بن طرخان، امام شریک بن عبداللہ، امام محمد بن اسحاق بن یسار، امام شعیب بن محمد، امام عبدالرزاق، امام عمرو بن شعیب، امام محمد بن حازم، امام یحییٰ بن ابی کثیر، امام حمید الطویل،

امام عبدالملک بن جریج ، امام طلحہ بن نافع وغیرہ وغیرہ۔

یہ فہرست بہت طویل ہے۔ کہاں تک لکھی جائے۔ تقریباً تمام اماموں کو مدلس بنا کر حدیث اور فن حدیث کو بڑا نقصان پہنچایا گیا۔ فلیبك علی الاسلام من کان باکیا۔ ہمارے نزدیک ان میں سے کوئی امام مدلس نہیں۔

انتباہ ۱: اگر اس تحریر سے پہلے کبھی ہم نے کسی حدیث کو کسی امام کی طرف منسوب کردہ تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے تو وہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے بشرطیکہ

(۱) وہ حدیث کسی اور وجہ سے ضعیف نہ ہو

یا

(۲) اس امام نے اس بات کی صراحت کردی ہو کہ اگر وہ کسی راوی سے قَالَ یا عَنْ کہہ کر روایت کرے تو قاری یا سامع کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس نے اس راوی سے نہیں سنا بلکہ اس کے اور اس راوی کے درمیان ایک اور راوی ہے جس کا نام اس نے حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کی خاطر چھوڑ دیا ہے اور اس اسنادی عیب کو ظاہر کرنے کے لئے قَالَ یا عَنْ کہا ہے۔ یہ تدلیس نہیں ہوگی اس لئے کہ تدلیس عیب چھپانے کا نام ہے نہ کہ عیب ظاہر کرنے کا۔ مثلاً امام شعبہ نے اپنے استاد امام قتادہ کے متعلق اس قسم کی عادت کا ذکر کیا ہے لیکن یہاں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام شعبہ کو امام قتادہ کی اس عادت کا علم کیسے ہوا۔ انہوں نے امام قتادہ سے ان کی اس عادت کا ذکر خود سنا یا کسی دوسرے کے واسطے سے انہیں معلوم ہوا یا انہوں نے خود اندازہ لگایا۔ اگر خود سنا تو پھر بات صاف ہے یعنی ایسی صورت میں حدیث ضعیف ہو جائے گی۔ اگر کسی واسطے سے سنا تو اس واسطے کی سند معلوم کرنی ہوگی پھر اس حدیث کی صحت یا ضعف کا علم ہوگا۔ اگر محض اندازے سے معلوم کیا تو اندازہ کا صحیح ہونا یقینی نہیں لہذا حدیث کی تضعیف میں تامل ہوگا۔

انتباہ ۲: کسی مدلس کے متعلق یہ کہنا کہ اگر وہ حَدَّثَنَا کہہ کر حدیث روایت کرے تو اس کی بیان کردہ حدیث صحیح ہوگی۔ یہ اصول صحیح نہیں اس لیے کہ مدلس راوی کذاب ہوتا ہے لہذا وہ عَنْ سے روایت کرے یا حَدَّثَنَا سے

روایت کرے وہ کذّاب ہی رہے گا۔ اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہو گی۔ یعنی مدلّس راوی کا نہ عنعنہ صحیح ہے اور نہ تحدیث۔

صحیح اور ضعیف احادیث

حدیث کی تین قسمیں ہیں :-

① صحیح
② حسن
③ ضعیف

صحیح حدیث صحیح حدیث وہ حدیث ہے جس میں سند اور متن کے لحاظ سے ان عیوب میں سے جن عیوب کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا گیا ہے کوئی عیب نہ پایا جائے۔

صحیح حدیث کی دو قسمیں ہیں :-

① صحیح لذاتہٖ
② صحیح لغیرہٖ

جو حدیث کسی عادل راوی کی روایت سے متصل سند کے ساتھ بغیر کسی فنّی عیب کے صفاتِ قبولیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو اُس حدیث کو صحیح لذاتہٖ کہتے ہیں یعنی اُس حدیث کو جو اپنی ذاتی صفات کے لحاظ سے صحیح ہو اُسے صحیح لذاتہٖ کہتے ہیں۔

جس حدیث میں صفات قبولیت بدرجہ اتم نہ پائی جائیں، کوئی کمی رہ جائے تو اگر اس کمی کی تلافی دیگر ذرائع سے ہو جائے مثلاً کثرتِ طرق سے اس کمی کا ازالہ ہو جائے تو وہ حدیث بھی صحیح ہوتی ہے لیکن اُسے صحیح لغیرہٖ کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقام محدثین اور فنِ تدلیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقامِ محدثین اور فنِ تدلیس

Scanned with CamScanner

نام کتاب : مقام محدثین اور فنِ تدلیس

نوٹ:

قارئین کرام کو اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کی جا سکے۔

فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ★

مَسْئَلَةُ التَّدْلِيْس

قارئین اصول حدیث میں حدیث کو قبول و رد کے حوالے سے ایک فن ، فنِ تدلیس بھی ہے۔ اس فن کو جماعت المسلمین نے کچھ عرصہ تک تسلیم کیا تھا اور اس فن کی بنیاد پر بعض احادیث کو ضعیف بھی قرار دیا تھا لیکن ایک موڑ دورانِ تحقیق ایسا بھی آیا کہ امیر جماعت المسلمین جناب سید مسعود احمد صاحب نے اس پر کافی غور وحوض کرنے کے بعد اس فن کو کسی حدیث کو ضعیف قرار دینے کیلئے درست ماننے سے انکار کر دیا اور اصول حدیث نامی کتابچہ میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور یہ ثابت کر دیا کہ حدیث کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دینا ایک بے حقیقت چیز ہے۔

سید مسعود احمد صاحب کے اس مؤقف کا جوں ہی علمائے فرق خصوصاً علمائے اہلحدیث کو علم ہوا تو انھوں نے وقتاً فوقتاً مختلف مجلّوں، رسالوں، ماہناموں میں اسے ایسے رنگ میں پیش کیا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ مسعود احمد صاحب نے محدثین کے ایک بڑے گروہ کو مشرک ، کافر اور جماعت المسلمین سے خارج قرار دے دیا۔ یہ کتاب اس الزام کی تردید اور محدثین کے دفاع میں لکھی جارہی ہے۔

ان لکھاریوں میں ماہنامہ اہلحدیث کے مدیر جناب زبیر علی زئی صاحب کچھ زیادہ متحرک ہیں جنہوں نے اس حوالے سے باقاعدہ ایک مضمون "اَلتَّاسِیْسِ فِیْ مَسْئَلَةِ

التَّدْلِيس '' کے عنوان سے شائع کیا اور یہی مضمون مختلف اوقات میں ماہنامہ '' محدث '' لاہور، '' الصدیق '' کراچی وغیرہ کے علاوہ موصوف کے اپنے ماہنامہ '' الحدیث '' فروری 2007 میں بھی چھپ چکا ہے۔ تقریباً چھ سات سال سے اس کے جواب کی ضرورت کسی نے محسوس نہیں کی۔

تدلیس کے موضوع پر بعض ایسے افراد نے بھی زبیر صاحب کے مضمون سے اثر لیا جو فن حدیث کو جانتے بھی نہیں اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس سلسلہ میں زبیر علی صاحب کے مضمون پر کچھ روشنی ڈالی جائے تا کہ مذکورہ افراد بھی سکون سے بیٹھ کر حقیقت کو پانے کی کوشش کریں اور زبیر صاحب کی بھی یہ غلط فہمی دور ہو جائے کہ مسعود احمد صاحب کی وفات کے بعد جماعت المسلمین اپنا دفاع نہیں کر سکتی۔ اب جس طرح چاہو حملہ کرو۔

میں نہ تو اپنے شیخ الحدیث ہونے کا تاثر دینا چاہتا ہوں اور نہ ہی ایک علامہ کا بلکہ میں تو ایک طالب علم ہوں جو فن حدیث کی اس بحث کو ایک سمندر سمجھ کر اپنی کوشش کے مطابق چند قطرات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ہم جیسے کمزور طالب علموں کو تو اس وقت علم کا احساس ہوا جب ہمارے محسن سید مسعود احمد صاحب ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے کہ ہم نے تو اس عالم دین سے ابھی بہت کچھ اپنی جھولیوں میں بھرنا تھا لیکن اب وقت گزر چکا ہے افسوس کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ ان کے علمی کارنامے اب بھی موجود ہیں جو کافی حد تک طالب علموں کے لئے مفید اور حصول علم کا ایک آسان راستہ ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد مسئلہ تدلیس کو سمجھنے کی کوشش کیجیے اور پھر فیصلہ کیجیے کہ سید مسعود احمد صاحب نے تدلیس کو بے حقیقت فن کیوں کہا۔

تدلیس کی تعریف

زبیر صاحب لکھتے ہیں: نور و ظلمت کے اختلاط کو عربی لغت میں ''الدّلس'' کہتے ہیں۔اور اس سے ''دلّس کا لفظ نکلا ہے جسکا مطلب ہے:

''کتم عیب السلعة عن المشتری''، ''اس نے اپنے مال کا عیب گاہک سے چھپایا'' اسی سے ''تدلیس'' کا لفظ مشتق ہے جس کے معنی ہے اپنے سامان کے عیب کو گاہک سے چھپانا'' (ماہنامہ الحدیث، 22 فروری 2007)

قارئین کرام لغت کے حوالے سے درج بالا تعریف پر اچھی طرح بار بار غور کریں اور میرے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کریں ''ایک شخص اپنا کوئی سامان بیچ رہا ہے لیکن اس کے سامان میں کوئی عیب ہے کوئی خرابی ہے۔دوسرا شخص (گاہک) اس مال کا سودا کر رہا ہے لیکن اسے مال میں عیب اور خرابی کا علم نہیں ہے اور بیچنے والے کو خرابی کا پتہ ہے لیکن وہ اس خرابی کو گاہک سے چھپا رہا ہے کیونکہ اگر گاہک کو معلوم ہو گیا کہ اس مال میں خرابی ہے تو وہ اس مال کو نہیں خریدے گا اس لئے بیچنے والا اپنے مال کا نقص، عیب اور خرابی گاہک سے چھپاتا ہے تاکہ اس کا مال بک جائے۔

اب آپ ایمانداری سے بتائیں کہ یہ گاہک کو دھوکا دینا ہے یا نہیں؟ کیا آپ ایسے شخص کو دیانتدار کہنے کے لئے تیار ہیں؟ یقیناً آپ اسے دیانت دار نہیں کہیں گے آخر کیوں؟

اس لئے کہ وہ تدلیس کر رہا ہے یعنی اپنے سامان کا عیب گاہک سے چھپا رہا ہے اور ایسے آدمی کو مدلّس کہتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ عربی لغت کی رو سے زبیر صاحب نے تدلیس کی جو تعریف کی ہے اس سے مدلّس کی اصلیت ظاہر ہو گئی ہے اس سے آپ مدلّس کو ہرگز اچھا نہیں سمجھیں گے۔

تدلیس کی اصطلاحی تعریف

زبیر صاحب لکھتے ہیں:

''تدلیس فی الاسناد'' کا مفہوم اہل حدیث کی اصطلاح میں درج ذیل ہے:۔

اگر راوی اپنے اس استاد سے (جس سے اس کا سماع، ملاقات اور معاصرت ثابت ہے وہ روایت عن یا قال وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ) بیان کرے جسے اس نے اپنے استاد کے علاوہ کسی اور سے سنا ہے اور سامعین کو یہ احتمال ہو کہ اس نے یہ حدیث اپنے استاذ سے سنی ہوگی تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر 33 صفحہ نمبر 23)

معزز قارئین! زبیر صاحب نے تدلیس کی اصطلاحی تعریف لکھ دی ہے جو آپ کے سامنے ہے، اس پر بھی بار بار غور کریں تاکہ آپ کو یہاں بھی تدلیس اور مدلس کی اصلیت کا علم ہو جائے۔

سب سے پہلے اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ اصول حدیث میں یہ لازم ہے کہ ہر راوی اپنے استاد کا نام بتائے گا کہ اس نے کس سے سنا ہے تاکہ اس کے اچھے یا برے ہونے کی بنیاد پر حدیث کو قبول یا رد کیا جا سکے۔ لیکن زبیر صاحب نے جو تعریف لکھی ہے اس سے اگر آپ بریکٹ (قوسین) والے جملے نکال دیں اور اس طرح لکھیں یا پڑھیں کہ:

اگر راوی اپنے اس استاد سے بیان کرے ٹھیک ہے اس نے اپنے استاد کے علاوہ کسی اور سے سنا ہے اور سامعین کو یہ احتمال ہو کہ اس نے یہ حدیث اپنے استاد سے سنی ہوگی تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے۔

امید ہے اب آپ کو فن حدیث کے حوالے سے تدلیس اور مدلس کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ راوی نے حدیث سنی تو اپنے استاد کے علاوہ کسی اور سے ہے لیکن سامعین کو یہ تاثر دے رہا ہے کہ اس نے اپنے استاد سے سنی ہے۔

سوچئے ایک راوی نے حدیث روایت کرنے میں اس شخص کا نام لیا جس سے اس نے حدیث سنی ہی نہیں کیا آپ ایسے راوی کی روایت کو کسی بھی صورت میں قبول کرنے کو تیار ہیں؟ کیا آپ اس طرز عمل کو اس کی ایمانداری کہیں گے؟ کیا وہ سند بیان کرنے میں سچا ہے؟

تدلیس کی اقسام

زبیر صاحب تدلیس کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں تدلیس فی الاسناد کی سات اقسام زیادہ مشہور ہیں:۔

(1) تدلیس الاسناد: اس میں راوی اپنے استاد کو گراتا ہے۔

(2) تدلیس القطع: اس میں صیغہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

(3) تدلیس العطف: اس میں راوی دو یا دو سے زیادہ استادوں سے روایت کرتا ہے اور سنا صرف ایک سے ہوتا ہے۔

(4) تدلیس السکوت: اس میں راوی "حدثنا" وغیرہ الفاظ کہہ کر سکوت کرتا ہے اور دل میں اپنے شیخ کا نام لیتا ہے پھر آگے بیان کرنا شروع کرتا ہے۔

(5) تدلیس التسویہ: اس میں راوی اپنے شیخ سے اوپر کے کسی ضعیف وغیرہ راوی کو گرا دیتا ہے۔

(6) تدلیس الشیوخ: اس میں راوی اپنے شیخ کا وہ نام، لقب یا کنیت کا ذکر کرتا ہے جس سے عام لوگ ناواقف ہوتے ہیں۔

(7) تدلیس القوم: اس میں راوی ایسا واقعہ بطور سماع بیان کرتا ہے جس واقعہ میں اس کی شمولیت قطعاً ناممکن ہے۔ (ماہنامہ الحدیث 23-26)

تبصرہ

قارئین کرام تدلیس اور مدلس لغت کے اعتبار سے خریدار سے سامان کا عیب چھپانا ہے اور فن حدیث کی اصطلاح میں زبیر صاحب کی سات قسموں کے مطابق راوی کا اپنے شاگردوں وغیرہ سے حدیث کا عیب چھپانا تدلیس ہے اور ایسا کرنے والا مدلس کہلاتا ہے۔ مزید سمجھنے کے لئے اب تدلیس کی مذکورہ اقسام میں سے ہر ایک پر بالترتیب ذرا اپنے ذہن پر زور ڈالئے اور سوچئے کہ:

1۔ راوی اپنے استاد کو کیوں گراتا ہے؟ ہمارے پاس کونسا پیمانہ ہے کہ جس سے ہم عن والی روایت میں یہ یقین سے کہہ سکیں کہ راوی نے اپنے فلاں استاد کو گرادیا ہے؟ اگر یہ نہیں کہہ سکتے تو صرف عن یا قال کی وجہ سے اسکی روایت پر شک کرنا اسے رد کردینا اس کے متعلق بدگمانی ہے جب ہم نے اسے ثقہ مان لیا تو پھر اس کے متعلق یہ نہیں سوچا جاسکتا کہ وہ کسی راوی کو گرا کر دھوکہ دے سکتا ہے۔

2۔ راوی صیغہ کو حذف کر کے حدیث کے عیب کو چھپا رہا ہے کیا کسی امام کے متعلق یہ کہنا یا تصور کرنا درست ہے؟

3۔ سنا ایک استاد سے ہو اور لوگوں کو یہ تاثر دے کہ اس نے دو یا دو سے زیادہ استادوں سے سنا ہے اس طرز عمل کو کیا کہا جائے گا سچ یا جھوٹ، دھوکہ یا دیانتداری؟

4۔ تدلیس السکوت میں راوی "حدثنا" وغیرہ کہہ کر سکوت کرتا ہے اور دل میں اپنے شیخ کا نام لیتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ یہ بات کس طرح معلوم ہوگی کہ راوی نے دل میں شیخ کا نام لیا ہے؟ اس کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

(ا) یا تو راوی خود بتادے کہ میں نے دل میں اپنے فلاں شیخ کا نام لیا ہے۔

(۲) یا سامعین اس کے دل کا حال جانتے ہوں۔

پہلا طریقہ تو ممکن ہے، لیکن خود بتانے سے وہ مدلّس کیسے رہ سکتا ہے؟ دوسرا طریقہ علم غیب ہے جو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا کہ اس نے دل میں کسی کا نام لیا ہے یا نہیں اگر راوی خود بتادے تو پھر تدلیس کہاں ہوئی۔

5۔ حدیث کی سند میں سے کسی ضعیف راوی کو گرادینا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ جس ضعیف راوی کی وجہ سے اس کی روایت رد ہوسکتی تھی اس کو اس نے چھپا کر حدیث کو رد ہونے سے بچالیا؟ یعنی جو چیز دین میں نہیں تھی اس کو دین باور کرایا۔ کیا آپ ایک دیانتدار شخص کے متعلق ایسا تصور کرسکتے ہیں؟

6۔ راوی کا اپنے شیخ کا وہ نام یا لقب ذکر کرنا جس سے عام لوگ ناواقف ہوتے ہیں اس عمل کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ راوی اگر اپنے شیخ کا وہ نام ذکر کردے جو مشہور و معروف ہے تو اگر اس میں کوئی خرابی ہوگی تو لوگ اس روایت کو رد دیں گے اس لیے غیر معروف نام یا لقب سے اس کی روایت مقبول ہو جاتی ہے۔ کیا یہ طریقہ درست ہے؟ ہمیں بتایا جائے کہ اس راوی نے اصل اور معروف نام کی بجائے وہ نام یا لقب کیوں ذکر کیا جس کو لوگ جانتے ہی نہیں؟

7۔ کوئی ایسا واقعہ جو راوی نے سنا بھی نہیں اور اس میں شامل بھی نہیں تھا پھر بھی وہ اسے ایسا بیان کرتا ہے کہ گویا وہ واقعہ اس نے خود سنا ہے۔ کیا ایسے راوی کا یہ کہنا سچ تصور ہوگا؟

محترم قارئین! آپ یقیناً اس طرز عمل کو درست نہیں کہیں گے پھر کیا وجہ ہے کہ جو شخص یہ سب کچھ کرے وہ پھر بھی اچھا کہلائے؟

تدلیس کا انکار کیوں؟

گذشتہ صفحات میں جو معمے پیش کیے گئے یہی وہ باتیں ہے کہ جو امام حدیث کہلاتا ہو وہ

تدلیس نہیں کرتا یعنی حدیث کے عیب کو نہیں چھپاتا بلکہ وہ تو ہر حدیث کے نقص کو بیان کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیتا ہے اور حقیقت کو اپنے شاگردوں پر واضح کر دیتا ہے اور ایک امام حدیث کو یہی زیب دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسعود احمد صاحب نے تدلیس کو رد کر دیا کیونکہ وہ محدثین کو اس مقام ومرتبہ پر دیکھنا چاہتے تھے جس کے وہ اہل تھے۔ لیکن تدلیس پر فخر کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اماموں کی شان گھٹا رہے ہیں یا بڑھا رہے ہیں؟

لیکن افسوس کہ مسعود احمد صاحب کے اس خیر خواہانہ اور محدثین کے دفاع میں تحریر کا وہ مطلب لیا جا رہا ہے اور عوام کو دھوکہ دے کر گمراہ کیا جا رہا ہے کہ مسعود احمد صاحب نے محدثین کو مشرک، دھوکہ باز اور مقلد کہہ کر جماعت المسلمین سے خارج کر دیا۔

بہرحال جن کو ائمہ حدیث کو مدلس (حدیث کا عیب چھپانے والا) جیسے الفاظ سے مخاطب کرنے پر فخر ہے ان سے مسعود احمد صاحب کے لیے ہمدردی، خیر خواہی اور محبت آمیز الفاظ کی امید کیا رکھیں۔ آخر میں پھر قارئین سے درخواست ہے کہ تدلیس کی مذکورہ قسموں پر خوب غور و فکر کریں اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کریں کہ ایک متقی پرہیز گار اور حدیث کا عالم یہ سب کچھ کر سکتا ہے؟

کسی امام کو مدلس کہنے کا واضح مطلب

جیسا کہ گذشتہ سطور میں زبیر صاحب کی تحریرات کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ عربی لغت کے حوالے سے اپنے سامان کے عیب، خرابی اور نقص کو خریدار سے چھپانا تدلیس ہے اسی طرح کسی راوی کا حدیث کے نقص اور خرابی کو لوگوں سے چھپانا اور حدیث بیان کر دینا تدلیس کہلاتا ہے۔

تدلیس کو سمجھنے کے لئے ایک عام فہم بحث

(1) حدیث کو روایت کرنے کے لیے جب ایک راوی اپنے شیخ، استاد سے حدیث روایت کرتا ہے تو اس کے لیے مختلف قسم کے صیغے ادا ہوتے ہیں اور یہ صیغے حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا معاملہ آسان بھی بنا دیتے ہیں اور مشکل بھی۔ روایت کے معتبر صیغے درج ذیل ہیں جب راوی کہتا ہے کہ:

۱) حَدَثَنَا فُلاَنٌ فلاں نے ہم سے حدیث بیان کی۔

۲) أَخْبَرَنَا فُلاَنٌ فلاں نے ہمیں خبر دی۔

۳) قَالَ لِیْ فُلاَنٌ فلاں نے مجھ سے بیان کیا۔

۴) قَالَ لَنَا فُلاَنٌ فلاں نے ہم سے بیان کیا۔

۵) ذِکْرَ لَنَا فُلاَنٌ فلاں نے ہم سے ذکر کیا۔

۶) سَمِعْتُ فلانا میں نے فلاں سے سنا۔

اسی طرح اور بھی صیغے ہیں فی الحال آپ ان صیغوں کو سمجھ لیجیے دیکھئے جب راوی مذکورہ صیغے یا کوئی بھی صیغہ ان میں سے بیان کرتا ہے ادا کرتا ہے تو اس سے یقینی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ راوی نے اپنے استاد سے خود سنا ہے درمیان میں اور کوئی نامعلوم راوی نہیں ہے لہٰذا ہمیں صرف اُس شاگرد اور استاد کے ثقہ یا ضعیف ہونے کے لیے حالات اسماء الرجال کی کتب دیکھ کر صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے نیز ان صیغوں میں تدلیس نہیں ہو سکتی لہٰذا فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

۲) لیکن مذکورہ صیغیوں کی بجائے اگر راوی اس طرح کہے:

۱) فُلاَنٌ عَنْ فُلاَنٌ فلاں نے فلاں سے روایت کی۔

۲) قَالَ فُلَانٌ   فلاں نے کہایا بیان کیا۔

دیکھئے یہاں راوی نے عن اور قال بیان کر دیا اور تدلیس کا مسئلہ اس قسم کے صیغوں میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ راوی نے جہاں عن اور قال کہہ کر روایت بیان کی ہے تو اس میں اس بات کا یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے خود سنا ہے یا اس کو کسی اور نے بتایا۔ اگر سننا ثابت ہو جائے تو وہ حدیث صحیح ہوتی ہے اور اگر درمیان میں کوئی راوی ہے۔ جس نے اس کو خبر ملی لیکن یہ درمیان والے کا نام چھوڑ کر اس شخص کے نام سے حدیث بیان کرتا ہے۔ جس سے اس نے خود نہیں سنا لیکن عن اور قال کے الفاظ استعمال کر کے یہ تاثر دے رہا ہے گویا اس نے اس سے خود سنا ہے حالانکہ سنا نہیں ہوتا اب جس راوی کا بیچ میں ذکر نہیں کیا گیا اس کی وجہ سے ایک متقی اور پرہیزگار امام کو مدلس یعنی حدیث کا عیب چھپانے والا کہتے ہیں۔

لیکن یاد رکھئے ہر جگہ عن اور قال سے لازم نہیں آتا کہ راوی نے درمیان میں کسی دوسرے راوی کا نام چھپا دیا ہے بلکہ عن اور قال کے باوجود اپنے اصل شیخ جس سے اس نے سنا ہے کا نام لیا ہوتا ہے لہٰذا ہر عن اور قال والی روایت میں تدلیس کا تصور درست نہیں کیونکہ ہر راوی کا دوسرے سے سننا ثابت ہوتا ہے۔

انتباہ: مذکورہ بالا بیان تدلیس ماننے والوں کے مؤقف کو ظاہر کرنے کے لیے ہے، اسے ہمارا مؤقف ہرگز نہ سمجھا جائے۔

تدلیس اور مدلس کا حکم

تدلیس کی خرابی تو آپ نے سمجھ لی ہوگی اب ذرا یہ بھی ذہن نشین کر لیجیے، صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں اگر مدلس راوی عن سے روایت کرے تو وہ روایت پھر بھی صحیح ہوگی اسے مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف نہیں کہا جائے گا کیونکہ وہ صحیحین میں ہے۔

(خاتمہ بحث)

زبیر صاحب لکھتے ہیں:

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اھل الحدیث کا اجماع ہے کہ فن تدلیس ایک حقیقت والا فن ہے اور ثقہ راویوں نے تدلیس کی ہے جس کی وجہ سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوتی بلکہ وہ زبردست صادق اور ثقہ امام تھے۔ تاہم ان کی غیر مصرح بالسماع روایات صحیحین کے علاوہ دوسری کتابوں میں ساقط الاعتبار ہیں۔ (ماہنامہ نمبر 50)

قارئین! حدیث کا عیب چھپانے والا (مدلّس) اگر صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ روایت صحیح رہے گی لیکن اگر صحیحین کے علاوہ وہی مدلّس راوی کسی دوسری کتاب میں عن سے روایت بیان کرے تو وہ ساقط الاعتبار یعنی ضعیف ہوگی، کیا یہ انصاف ہے؟

زبیر صاحب اپنی سنن ابی داؤد (اردو) کے متعلق مقدمۃ التحقیق صفحہ نمبر 61-62 پر لکھتے ہیں:

''جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے مثلاً قتادہ، اعمش، سفیان ثوری، ابو اسحاق السبیعی وغیرھم ان کی غیر صحیحین میں معنعن روایت عدم متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے''

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لَا نَقْبَلُ من مُدَلّس	ہم مدلّس کی صرف وہی روایت قبول
حديثا حتى يقول فيه	کرتے ہیں جس میں حدثنی کے الفاظ
حدثني او سمعت	ہوں یا تصریح سماع (یا معتبر متابعت ہو)

آگے زبیر صاحب مزید لکھتے ہیں:-

تدلیس کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہی راجح ہے۔

(حوالہ مذکورہ بالا)

قارئین زبیر صاحب یہ جملہ اپنی مختلف کتابوں میں لکھ چکے ہیں کہ مدلّس کی صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں معنعن روایت تو صحیح تصور کی جائے گی اور ان دونوں کتابوں کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں مدلّس کی معنعن روایت ضعیف ہوگی ہاں اگر اس کی کوئی متابعت مل جائے تو پھر اس کی روایت صحیح ہو جائے گی۔

اب قارئین خود فیصلہ کریں، کیونکہ زبیر صاحب کی تدلیس کی تعریف اور مذکورہ بالا عبارت کا خلاصہ یہ ہوا۔

خلاصہ

مدلّس راوی اگر صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں عن کے ساتھ روایت کر کے حدیث کے عیب چھپائے تو وہ روایت صحیح تصور کی جائے گی لیکن اگر وہی مدلّس راوی کسی دوسری کتاب میں عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ حدیث ضعیف ہوگی۔

کیا آپ اسے انصاف سمجھتے ہیں کہ ایک ہی جرم میں ایک جگہ تو وہ بری ہو گیا اور دوسری جگہ وہ مجرم ٹھہرا؟

ایک خاص بات

آپ زبیر صاحب کی اس بات کو خاص طور پر نوٹ کرلیں جو انھوں نے کئی جگہ لکھ دی ہے:۔

مدلّس کی غیر صحیحین (صحیح بخاری یا صحیح مسلم) کے علاوہ عن والی روایت عدم سماع و عدم متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے یہاں سمجھنے والی بات کونسی ہے؟ ذرا سا دماغ پر زور ڈالیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ صحیحین کے لیے سماع (سننے) اور متابعت کی ضرورت نہیں وہ تو ویسے ہی صحیح ہیں سماع اور متابعت کی شرط تو دوسری کتابوں کے لیے ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا صحیحین اصول حدیث سے مبرّا ہیں اگر نہیں تو پھر سماع

اور متابعت کی شرط ان کے لیے کیوں نہیں؟

ایک ضروری وضاحت

ممکن ہے زبیر صاحب کہہ دیں کہ میں نے تو اپنی کتابوں میں صحیحین کی عن والی روایات کے متعلق اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ وہ اپنے دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہیں (نصر الباری صفحہ ۵۹ بحوالہ مقدمہ نووی ص ۱۸) ٹھیک ہے یہ بات تو لکھ دی ہے ہر جگہ مدلّس کی عدم تصریح سماع وعدم متابعت والی روایات کو مردود وضعیف کہا ہے اور صحیحین کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے اب مدلّس کی ہر عن والی روایت عدم تصریح سماع اور عدم متابعت کی صورت میں مردود ہے تو پھر زبیر صاحب اگر اتنا لکھ دیتے کہ مدلّس کی معنعن روایت عدم تصریح اور عدم متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے مردود ہوتی ہے، تو میرے خیال میں کافی ہوتا کیونکہ اس طرح یہ ایک عام قانون ہوتا اور سب کتابوں پر لاگو ہوتا لیکن زبیر صاحب نے ہر جگہ غیر صحیحین یعنی صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ کے الفاظ لکھ کر اس بات کو یقینی بنایا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں مدلّسین کی معنعن روایات موجود ہیں جن کی نہ تو سماع کی صراحت ہے اور نہ ہی متابعت موجود ہے ورنہ وہ صحیحین کو ہرگز مستثنیٰ نہ کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب نصر الباری، کے مذکورہ بالا جملے سے پہلے بھی یہ لکھا ہے کہ اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ مدلّس کی غیر صحیحین میں عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ سرفراز خان صفدر صاحب دیوبندی لکھتے ہیں کہ مدلّس راوی عن سے روایت کرے تو وہ حجت والا نہیں الا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی ثقہ متابع ہو مگر یہ یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ (نصر الباری نمبر ۵۹)

یہاں تک سرفراز صاحب کی عبارت مکمل ہوگئی لیکن اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے

کہ صحیحین میں تدلیس موجود ہے اس لیے سرفراز صاحب کے قول کے ساتھ امام نووی کا قول بھی خلط ملط کر کے لکھ دیا کہ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔

مسعود صاحب کا انکار تدلیس

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ تدلیس گاہک سے سامان کا عیب اور نقص وخرابی چھپانے کا نام ہے فن حدیث کی اصطلاح میں مدلّس وہ ہے جو حدیث کی خرابی کو چھپا دے مثلاً ایک راوی کا استاد ضعیف ہے اس نے اس استاد سے حدیث سن لی اب وہ اس حدیث کو آگے بیان کرتا ہے تو اس ضعیف استاد کا نام چھپا دیتا ہے اور کسی ایسے شخص کا نام لیتا ہے جس سے اس نے حدیث سنی ہی نہیں اگر وہ اس ضعیف استاد کا نام لے کر روایت کرتا ہے تو اس کی حدیث کو کوئی بھی نہیں مانے گا لیکن جب کسی اور کا نام لیا تو اس کی حدیث چل گئی اور یہ بہت بڑا دھوکہ ہے اس لیے مسعود احمد صاحب نے اس بات کا انکار کیا کہ تدلیس بہت بری چیز ہے جن لوگوں کو ہم حدیث کے محافظ، متقی، پرہیزگار، سچے اور امین سمجھتے ہیں ان کے متعلق ہم ایسا گمان کیوں کریں کہ وہ:

1۔ سند سے راوی یعنی استاد کو گراتا ہے۔ یا
2۔ صیغہ کو حذف کر دیتا ہے۔ یا
3۔ ایک استاد سے سنا ہوتا ہے لیکن دو یا زیادہ کا نام لیتا ہے۔ یا
4۔ حدثنا کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے اور دل میں اپنے شیخ کا نام لے کر آگے روایت بیان کرتا ہے۔ یا
5۔ سند میں ضعیف راوی کو گرا دیتا ہے یعنی اس کا نام نہیں لیتا۔ یا

6۔ اپنے استاد کے مشہور و معروف نام کی بجائے وہ نام یا لقب بیان کرتا ہے جس سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں۔

ایک لطیفہ

معاف کیجیے گا یہاں مجھے اپنے سفر کا ایک واقعہ یاد آیا جو اس جگہ پیش کرنا سمجھنے اور دلچسپی کے لیے مفید ہوگا کراچی سے ہم ہری پور اجتماع سے فارغ ہونے کے بعد پانچ مسلم ساتھی سیر کے لیے نکلے ایک جگہ غالباً نتھیا گلی میں ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی پارک کی۔ ہوٹل والے نے کھانے کے لیے ہماری مرضی پوچھ لی اور ساتھ ہی بتایا کہ یہاں کا چوچا مشہور ہے وہ کھا کر دیکھ لو بڑی زبردست چیز ہے۔ ہم آپس میں مشورہ کرنے کے بعد اس بات پر متفق ہوئے کہ چوچا ہی کھا کر دیکھتے ہیں۔ کافی دیر کے بعد میز پر سلاد وغیرہ کے بعد جو چوچا پیش کیا گیا وہ چوچا کیا تھا؟۔۔''چکن روسٹ'' جو تقریباً آپ کو ہر شہر میں مل سکتا ہے لیکن اس نے اپنا مال نکالنے کے لیے ہمیں وہ نام بتایا جس سے ہم سمجھے کہ یہ کوئی انوکھی چیز ہوگی۔

اسی طرح راوی اپنے شیخ کا غیر معروف نام یا لقب ذکر کر کے نا قابل حجت کو حجت بنا لیتا ہے، یہ کتنا بڑا جرم ہے۔

کوئی واقعہ اس نے خود نہ دیکھا ہو اور نہ اس میں شامل ہوا ہو لیکن بیان کرتے وقت یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ واقعہ اس نے خود سنا ہے۔

یہ سات قسمیں ہیں اس میں کون سی ایسی بات ہے جو تقویٰ اور پرہیز گاری کے شایانِ شان ہے۔ ہر بات میں دھوکہ نظر آتا ہے۔ لہٰذا مسعود صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے کہ ہم کسی امام کو مدلس یعنی دھوکے باز نہیں سمجھتے۔ کیا آپ کو مسعود صاحب کے انکار سے محدثین سے عداوت کی بو آتی ہے؟ یہ تو وہ اخلاص اور للّٰہیت ہے کہ جس فن میں ہمارے

بزرگوں (محدثین) کا کردار داغدار اور مشکوک ہوتا ہے اس سے انکار ہی اچھا ہے۔ان بزرگوں کے تقویٰ، خدمتِ دین اور حفاظت حدیث کے کارناموں کو دیکھ کر مسعود احمد صاحب نے اس فن کا انکار کر دیا۔ کیونکہ ایک امام دھوکہ نہیں دے سکتا۔

لیکن افسوس کہ ان کے اس انکار کو زبیر صاحب مسلک اہل حدیث کا دفاع کرنے والے نے عوام الناس کے سامنے اس انداز میں پیش کر دیا کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ مسعود احمد صاحب محدثین کے دشمن تھے، ان کو کافر، مشرک اور مقلد وغیرہ کہا ہے اور اس طرح زبیر صاحب غلط تاویلات کر کے عوام کو جماعت المسلمین سے متنفر کرتے ہیں۔ لیکن ان شاء اللہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے کیوں کہ اس عقیدہ میں مسعود صاحب اکیلے نہیں ہیں۔ بلکہ زبیر صاحب کے اپنے رسالے میں مسعود احمد صاحب کی تائید موجود ہے، قارئین ملاحظہ فرمائیں:

زبیر صاحب کے رسالے سے مسعود صاحب کی تائید

زبیر صاحب مسعود صاحب کے رسالہ "اصولِ حدیث، ص ۱۸ سے ایک عبارت نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:۔

اور فرماتے ہیں:۔

کسی مدلّس کے متعلق یہ کہنا کہ اگر وہ حدثنا کہہ کر حدیث روایت کرے تو اس کی بیان کردہ حدیث صحیح ہوگی۔ یہ اصول صحیح نہیں کیونکہ مدلّس راوی کذاب ہوتا ہے لہٰذا وہ عن سے روایت کرے یا حدثنا سے روایت کرے وہ کذاب ہی رہے گا اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہوگی یعنی مدلّس راوی کا نہ عنعنہ صحیح ہے نہ تحدیث۔ (ماہنامہ الحدیث، ص نمبر ۳۰ بحوالہ "اصولِ حدیث ص نمبر ۱۸، مصنفہ سید مسعود احمد صاحب")

مسعود صاحب کی درج بالا عبارت کا خلاصہ یہ ہوا کہ مدلّس راوی حدثنا کہہ کر روایت کرے یا عن سے دونوں صورتوں میں وہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہوگی۔

اب زبیر صاحب کیا لکھتے ہیں ملاحظہ کیجیے:۔

لکھتے ہیں۔ تدلیس کے بارے میں علماء کے متعدد مسالک ہیں

1۔ تدلیس انتہائی بری چیز ہے امام شعبہ نے کہا:

لان ازنی احب الی من ان ادلس

''میرے نزدیک تدلیس کرنے سے زنا کرنا زیادہ بہتر ہے''

یعنی تدلیس زنا سے بڑا جرم ہے۔

اسی طرح ایک جماعت مثلاً ابواسامہ اور جریر بن حازم وغیرھما سے تدلیس کی سخت مذمت مروی ہے۔

اس لیے بعض علماء کا یہ مسلک تھا کہ مدلّس مجروح ہوتا ہے لہٰذا اس کی ہر روایت مردود ہے چاہے وہ مصرح بالسماع ہی کیوں نہ ہو۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر ۵۱)

علماء کا یہ نظریہ مسعود احمد صاحب کی مکمل تائید ہے۔ زبیر صاحب بتائیے ہے یا نہیں؟

قارئین کرام دیکھیے امام شعبہ کا بیان خود زبیر صاحب نے نقل کیا ہے کہ تدلیس کرنے سے زنا کرنا زیادہ بہتر ہے اور خود موصوف نے نتیجہ نکالا اور لکھا کہ یعنی تدلیس زنا سے بڑا جرم ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ زبیر صاحب کا لاوا امام شعبہ پر کیوں نہیں پھٹا کہ انھوں نے محدثین کو نعوذ باللہ زنا سے بڑے جرم کا مرتکب ٹھہرایا۔ مسعود صاحب پر تنقید کیوں؟ اور صرف امام شعبہ ہی نہیں موصوف نے بعض اور علماء کا مسلک بھی بتایا ہے کہ وہ مدلّس کی ہر روایت کو مردود سمجھتے تھے چاہے سماع (سننے) کی صراحت بھی موجود ہو یعنی حدثنا کہہ کر روایت کی ہو پھر بھی مردود ہے کیونکہ مدلّس مجروح ہوتا ہے۔

زبیر صاحب کا قلم امام شعبہ اور دیگر بعض علماء جن کا انھوں نے ذکر کیا ہے، کے بارے میں کیوں خشک ہو گیا ہے؟

لہٰذا ثابت ہوا کہ تدلیس کے انکار میں مسعود صاحب اکیلے نہیں ہیں۔ لیکن جب کسی سے عداوت ہو تو پھر اسکی ہر بات غلط نظر آتی ہے۔ لیکن اپنی لکھی ہوئی چیز نظر نہیں آتی نیز امام شعبہ نے یہ بھی فرمایا ہے:-

التدلِیس اخو الکذب تدلِیس جھوٹ کا بھائی ہے۔

صحیحین میں مدلّسین کی روایات

زبیر صاحب نے ہر جگہ غیر صحیحین کے الفاظ کا ذکر کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحیحین میں مدلّسین کی عن والی روایات ضعیف نہیں سمجھی جائیں گی۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:-

صحیحین میں متعدد مدلّسین کی روایات کے اصول وشواہد موجود ہیں۔

لیکن ایسا نہیں ہے، میرے پاس اس وقت ابن الصلاح کی کتاب "**معرفة انواع علم الحدیث**" موجود ہے جو کہ الدکتور عبداللطیف الھیم اور الشیخ ماھر یاسین کی تحقیق و تخریج کے ساتھ ہے۔ اس کتاب کی تحقیق میں لکھا ہے:-

قال ابن حجر ۲/۶۳۶ **(و فی اسئلة الامام تقی الدین السبکی للحافظ ابی الحجاج المزی)**

وسألته عن ما وقع فی الصحیحین من حدیث المدلّسین معنعنا هل میں نے ان سے صحیحین میں مدلّسین کی معنعن احادیث کے متعلق پوچھا کہ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں (امام بخاری وامام مسلم)

تقول انهما اطلعا علی اتصالها؟ فقال کذالک یقولون وما فیه الا تحسین الظن بهما والا ففیهما احادیث من روایة المدلسین ما توجد من غیر تلک الطریق التی فی الصحیح

کوان احادیث کے متصل ہونے کا علم تھا؟ تو جواب دیا کہ لوگ تو اسی طرح کہتے ہیں لیکن یہ صرف ان دونوں کے متعلق حسن ظن ہے ورنہ تو ان دونوں (کتابوں) میں مدلّسین کی ایسی احادیث بھی ہیں جو (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) میں مذکورہ سند کے علاوہ (دوسری سندوں) سے نہیں ملتی۔

اب کیا کیا جائے مدلّسین کی ایسی روایات جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عن کے ساتھ مروی ہیں جن کی سند صرف ایک ہے کوئی تابع نہیں تو ان کو رد کر دیا جائے گا یا مانا جائے گا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شیخین نے اپنی مذکورہ کتابوں میں مدلّس کی معنعن روایات لا کر یہ باور کرا دیا ہے کہ اس سے حدیث ضعیف نہیں ہوتی۔

ایک اشکال:

ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ پھر بہت ساری ایسی روایات جو صحیحین میں ہوتی ہیں کے ساتھ لکھا ہوتا ہے:

تابعه فلان فلاں نے اس کی متابعت کی ہے۔ یہ کیوں؟

تو جواباً عرض ہے کہ جو لوگ تدلیس کی وجہ سے حدیث کو ضعیف کہتے ہیں شاید شیخین نے ان کا منہ بند کرنے کے لیے متابعت ذکر کی ہو۔

زبیر صاحب کا مقدمہ ان کی اپنی عدالت میں

زبیر صاحب لکھتے ہیں:

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس بات پر ائمہ اہل الحدیث کا اجماع ہے کہ فن تدلیس ایک حقیقت والا فن ہے۔ (ماہنامہ الحدیث)

قارئین! زبیر صاحب نے تدلیس پر ائمہ اہل الحدیث کے اجماع کا دعوئ کیا ہے تو آیئے دیکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک اجماع کہتے کسے ہیں۔

قارئین! زبیر صاحب اپنی کتاب نصر الباری میں ایک مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اجماع کے متعلق لکھتے ہیں:

اجماع کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک صحیح العقیدہ مسلمان بھی مخالف نہ ہو۔

(نصر الباری ص249)

زبیر صاحب کی اس تعریف کی روشنی میں ان کا یہ کہنا غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ تدلیس پر ائمہ اہل الحدیث کا اجماع ہے کیونکہ زبیر صاحب خود لکھتے ہیں:

تدلیس کے بارے میں علماء کے متعدد مسالک ہیں

1۔ تدلیس انتہائی بری چیز ہے امام شعبہ نے کہا:

لا ازنی احب الی من ان ادلس

"میرے نزدیک تدلیس کرنے سے زنا کرنا زیادہ بہتر ہے"

اسی طرح ایک جماعت مثلاً ابو اسامہ اور جریر بن حازم وغیرہما سے تدلیس کی سخت مذمت مروی ہے۔

اس لیے بعض علماء کا یہ مسلک تھا کہ مدلس مجروح ہوتا ہے لہٰذا اس کی ہر روایت مردود

ہے چاہے وہ مصرح بالسماع ہی کیوں نہ ہو۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر ۵۱)

قارئین ! اب آپ زبیر صاحب کو خود ان کے آئینے میں دیکھئے تدلیس کی مذمت کرنے والے کتنے لوگ ہوئے، لیجیے ہم ہی گنوا دیتے ہیں۔

۱) امام شعبہ نے زنا سے بڑا جرم قرار دیا ہے۔

۲) ابو اسامہ اور جریر بن حازم نے اس کی سخت مذمت کی ہے۔

۳) بعض علماء کا یہ مسلک تھا کہ مدلّس کی ہر روایت مردود ہے چاہے وہ سماع کی صراحت بھی کر دے۔ یعنی وہ حدثنا، اخبرنا وغیرہ جیسے صیغے بھی استعمال کر دے جو سماع پر دلالت کرتے ہیں، تو پھر بھی اس کی روایت مردود ہے۔

اب زبیر صاحب خود فیصلہ کریں کہ یہ اتنے افراد تدلیس کا انکار کرتے ہیں لیکن وہ پھر بھی کہتے ہیں کہ تدلیس پر ائمہ اہل الحدیث کا اجماع ہے اجماع تو ان کے نزدیک یہ ہے کہ ایک بھی صحیح العقیدہ مسلمان مخالف نہ ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا امام شعبہ، ابو اسامہ، جریر بن حازم اور دیگر علماء جن کے نام ذکر نہیں کیے گئے سب کا عقیدہ خراب تھا؟ جواب یقیناً یہی ہوگا کہ یہ سب صحیح العقیدہ تھے اگر صحیح العقیدہ تھے تو انھوں نے تدلیس ماننے والوں کی مخالفت تو کر دی ہے پھر اجماع کس چیز کا؟ اب دو باتیں ہیں:

۱) یا تو یہ سب صحیح العقیدہ نہیں ہیں

۲) یا زبیر صاحب نے اجماع کی خود ساختہ تعریف کی ہے۔

بہر حال فیصلہ قارئین پر ہے۔

عدالت کی جانبداری

عجیب بات ہے اگر مسعود صاحب کہیں کہ تدلیس کوئی چیز نہیں ہے اس لیے کہ تدلیس جھوٹ ہے، فریب کا دوسرا نام ہے، کسی مدلّس کی نہ تحدیث قبول ہے نہ عنعنہ تو ان پر فتوے شروع ہو جاتے ہیں کہ ائمہ کو مشرک، کافر، مقلد اور دائرہ اسلام، جماعت المسلمین سے خارج کہہ دیا۔

لیکن امام شعبہ تدلیس کو اگر زنا سے بڑا جرم قرار دیتے ہیں تو وہاں ان کی زبان بھی خشک ہو جاتی ہے اور قلم بھی۔

اور اگر زبیر صاحب کو امام شعبہ سے بھی کوئی ناراضگی ہوتی تو آج ان کے متعلق بھی یہی کہتے کہ دیکھیے انھوں نے تدلیس کو زنا سے بڑا جرم قرار دیا گویا کہ جتنے بھی مدلّس راوی ہیں وہ سب زنا سے بڑے جرم کے مرتکب ہوئے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ابو اسامہ اور جریر بن حازم اور دیگر علماء اگر تدلیس کی مذمت کرتے ہیں تو پھر بھی زبیر صاحب خاموش ہوتے ہیں اس ناانصافی کو کیا کہا جائے؟ زبیر صاحب لکھتے ہیں:-

''تدلیس اور فن تدلیس کو بے حقیقت فن قرار دینا صرف مسعود احمد بی ایس سی خارجی کا نرالا مذہب ہے۔'' (ماہنامہ الحدیث صفحہ نمبر 50)

اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں مسعود احمد صاحب کی تائید خود زبیر صاحب کی تحریرات سے سطور بالا میں ثابت ہوگئی ہے۔

تدلیس اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

زبیر صاحب اپنی کتاب نصر الباری میں فاتحہ خلف الامام کی ایک روایت جو کہ عبادہ بن صامت سے مروی ہے کے متعلق لکھتے ہیں:-

بعض دیوبندیوں کو عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمود بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فاتحہ خلف الامام کی وجہ سے بہت غصہ ہے اس کی چند دلیلیں درج ذیل ہیں:

حسین احمد مدنی ٹانڈوی دیوبندی نے کہا کہ اس کو عبادہ بن صامت معنعناً ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ مدلّس ہیں اور مدلّس کا عنعنہ معتبر نہیں۔

مزید کہا:

کیونکہ بعض کے راوی عبادہؓ ہیں جو مدلّس ہیں۔

اب دیوبندی کے مذکورہ بالا بیان کے متعلق زبیر صاحب لکھتے ہیں:

حالانکہ عبادہ رضی اللہ عنہ مشہور بدری صحابی ہیں اور صحابہ کو مدلّس قرار دینا انتہائی غلط اور باطل ہے۔

قارئین! انصاف کیجیے کہ لفظ مدلّس جس کی مکمل وضاحت گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے اگر دیوبندی حضرات صحابی کے متعلق مدلّس کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو زبیر صاحب اسے دیوبندیوں کا عبادہ بن صامت پر غصہ کہتے ہیں اور صحابہ کو مدلّس قرار دینے کو غلط اور باطل کہتے ہیں۔

غور کا مقام ہے کہ زبیر صاحب صحابہ کرام کے لیے لفظ مدلّس کو باطل اور غلط کیوں قرار دیتے ہیں؟ ممکن ہے وہ جواب دیں کہ تمام صحابہ عادل ہوتے ہیں اس لیے ان کے لیے اس لفظ کا استعمال غلط اور باطل ہے اگر یہی جواب ہے تو پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عادل راوی کے لیے لفظ مدلّس استعمال کرنا غلط اور باطل ہوا یعنی جو راوی عادل ہوتا ہے وہ مدلّس نہیں ہو سکتا اگر صحابہ کے لیے ان کے اعلیٰ ایمان، تقویٰ، پرہیزگاری کی وجہ سے مدلّس کا لفظ استعمال کرنا غلط اور باطل ہے تو پھر ہر ایماندار، متقی اور پرہیزگار شخص کے لیے اس کا استعمال باطل ہونا چاہیے۔

لیکن زبیر صاحب بڑے فخر سے لکھتے ہیں:-

اس بحث کا خلاصہ یہ ہو کہ ''فن تدلیس'' ایک حقیقت والا فن ہے اور ثقہ راویوں نے تدلیس کی ہے جس کی وجہ سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوتی بلکہ وہ زبردست صادق اور ثقہ امام تھے۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر 50)

جواباً عرض ہے کہ اگر تدلیس کی وجہ سے ثقہ راویوں کی عدالت ساقط نہیں ہوتی وہ پھر بھی زبردست صادق (سچے) اور ثقہ ہی ہوتے ہیں تو پھر دیوبندیوں نے اگر عبادہ بن صامت کو مدلس کہہ دیا تو اس کو صحابہ پر غصہ کا نام کیوں دیا گیا؟ ان کا مدلس کہنے کو غلط اور باطل کیوں کہا؟ مدلس ہونے کی وجہ سے تو عدالت بھی ساقط نہیں ہوتی اور راوی زبردست صادق (سچا) اور ثقہ بھی رہتا ہے تو آخر وہ کونسی بات ہے جس کی وجہ سے اس لفظ کا استعمال صحابی کیلیے غلط اور باطل قرار دیا گیا؟ زبیر صاحب کا صحابہ کے لیے مدلس کا لفظ استعمال کرنے کو غلط اور باطل کہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ معیوب ہے اگرچہ اس کے استعمال سے بقول موصوف کے راوی کی عدالت ساقط نہیں ہوتی اور وہ ثقہ، زبردست سچا بھی ہوتا ہے لہٰذا ایسے معیوب فن سے ہم تو دست بردار ہوئے ہیں اور دوسروں پر ہمیں داروغہ نہیں بنایا گیا کہ ہم زبردستی ان سے منوالیں۔ ہمارا کام صرف بتادینا ہے۔ اور بس۔

ایک اور اشکال اور اس کا حل

یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسی ثقہ امام کے لیے تدلیس کا تصور کرنا درست نہیں کیونکہ لفظ تدلیس بذاتِ خود اپنے اندر عیب رکھتا ہے تو اتنے سارے اماموں نے جو بعض راویوں کو مدلس کہا ہے، ان کے اس عمل کو کیا کہیں گے؟ تو اس بارے میں یہی بہتر ہے کہ چونکہ اصولِ حدیث انسانوں نے وضع کیا ہے اور انسان سے غلطی کا

صادر ہونا ممکن ہے، لہٰذا اس میں اگر ایسی کوئی بھی چیز محسوس ہو کہ وہ کسی بھی زاویہ سے معیوب ہو یا اس میں کسی غلط فہمی کا امکان ہو تو اس کی اصلاح کرنا کوئی بری بات نہیں اور اس میں یہ کہنا کہ یہ چیز کسی اور کو نظر نہ آئی یا اس میں غلطی کا شبہ اتنے سارے علماء کو نہیں ہوا، درست نہیں۔

ہم نے اگر چہ اپنی تائید میں زبیر صاحب کی تحریروں سے ائمہ، علماء کا مؤقف ثابت کر دیا ہے کہ وہ تدلیس کو نہیں مانتے ہیں یعنی اس مؤقف میں مسعود صاحب اکیلے نہیں ہیں یہ بات میں اس لیے ذکر کر رہا ہوں کہ زبیر صاحب نے محدثین کی محنتوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:-

''مگر افسوس محدثین (کثر اللہ امثالھم) کی یہ تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ (ماہنامہ نمبر 28)

چند مثالیں

اس کی چند مثالیں قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں، امید کرتا ہوں کہ یہ اشکال بھی ختم ہو جائے گا، مثلاً زبیر صاحب اپنی سنن ابی داؤد کے مقدمۃ التحقیق میں لکھتے ہیں میری تحقیق میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام مرفوع مسند روایات صحیح ہیں جیسا کہ علمائے امت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے۔ (مقدمۃ التحقیق، ص نمبر 59)

درج بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ زبیر صاحب سمیت علمائے امت کا صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام روایات کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے بالفاظ دیگر علمائے امت کا اس پر اجماع ہے لیکن دوسری طرف ناصر الدین البانی نے صحیحین کی بعض روایات پر جرح کی ہے اور ضعیف کہا ہے۔ البانی صاحب نے امت کے اتفاق کی مخالفت کر دی اور صحیح العقیدہ مسلمان کا مخالفت کرنا بقول موصوف کے اجماع کی حیثیت کو ختم کر دیتا ہے۔ (دیکھیے اس کتاب کا صفحہ 20 سطر 9)

جبکہ موصوف کی سنن ابی داؤد کے مقدمہ میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ ''ان دونوں کتابوں کی بابت اہل سنت کے ہاں یہ بات مسلّم ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں ان میں کوئی بھی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہے''

اسی لیے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کتابوں کی بابت کہا ہے:

اما الصحیحان فقد اتفق	صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بابت
المحدثون علی ان	محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں
جمیع ما فیھما من	جتنی بھی متصل، مرفوع احادیث
المتصل المرفوع	ہیں وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور
صحیح بالقطع و انھما	اپنے مصنفین تک متواتر ہیں نیز
متواتر ان الی مصنفیھما	یہ کہ جو شخص بھی ان دونوں
و انہ کل من یھون امر	(مجموعہ ہائے احادیث) کی
ھما فھو مبتدع متبع	شان گھٹاتا ہے وہ بدعتی ہے اور
غیر سبیل المومنین	مؤمنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور
(حجۃ اللہ البالغہ)	راستے کا پیروکار ہے۔

بتایئے شیخ البانی صاحب نے صحیحین کی بعض احادیث کو ضعیف کہا ہے تو وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے بیان کے مطابق کیا ہوئے؟ انھوں نے محدثین کے اتفاق (اجماع) کو برقرار نہیں رکھا۔ اب اجماع کی اپنی لکھی ہوئی تعریف کے مطابق فیصلہ کیجیے کہ اگر البانی صاحب صحیح العقیدہ ہیں تو انھوں نے صحیحین کی صحت پر اجماع کی مخالفت کر دی ہے تو اب آپ مانتے ہیں کہ صحیحین کی صحت پر اجماع نہیں ہے کیونکہ صحیح العقیدہ عالم نے مخالفت کر دی ہے، یا یہ کہیے کہ وہ صحیح العقیدہ نہیں تھے لہٰذا اجماع برقرار ہے۔ صحیحین کی بعض یا کسی بھی ایک

حدیث کوضعیف کہنا ان کی شان کو گھٹانے کی کوشش کے مترادف ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر آپ البانی صاحب کو بقول شاہ ولی اللہ صاحب کے بدعتی اور مؤمنوں کے راستہ کو چھوڑ کر کسی اور راستہ کا پیروکار کہنے کو تیار ہیں؟ یا

وہ قتل بھی کرتے ہیں، تو چرچا نہیں ہوتا

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

کے مصداق آپ کو صرف مسعود احمد صاحب کے متعلق خیال آیا اور لکھا کہ:-

تدلیس اور فن تدلیس کو بے حقیقت فن قرار دینا صرف مسعود احمد بی ایس سی خارجی کا نرالا مذہب ہے۔ (ماہنامہ الحدیث صفحہ نمبر 50)

کیا البانی صاحب کا صحیحین کی بعض احادیث کوضعیف کہنا ان کا نرالا مذہب نہیں ہے؟

صحاح ستہ کی اصطلاح

صحاح ستہ (حدیث کی صحیح چھ کتابیں) سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابنِ ماجہ، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے متعلق لکھتے ہیں:

تاہم "صحاح ستہ" کی اصطلاح سے عوام میں یہ تاثر ضرور پھیلا کہ یہ چھ (6) کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں اور علماء سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ ہے جو فن نقد حدیث اور اسماء الرجال سے بالعموم نا آشنا ہے کسی حدیث کا سنن اربعہ میں سے کسی کے اندر ہونے کو صحت کے لیے کافی سمجھتا ہے بالخصوص بحث و جدال میں اس اصطلاح سے خوب فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور ان کتابوں کا حوالہ دے کر ان کی ضعیف احادیث کو بھی صحیح باور کرایا جاتا ہے۔۔۔۔۔ یہ صورتِ حال عرصہ دراز سے یونہی چلی آ رہی تھی کہ اس دور میں محدث عصر اور عظیم محقق علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1999) کو اللہ تعالیٰ نے تجدیدی

شان کے ساتھ احادیث کی تحقیق کا مہتم بالشان کام کرنے کی توفیق سے نوازا علاوہ ازیں شیخ البانی کا یہ موقف بھی تھا کہ ''صحاح ستہ'' کی اصطلاح قابل اصلاح ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ بخاری و مسلم کو صحیحین اور باقی چار کتابوں کو سنن اربعہ کہا جائے اور صحاح ستہ کی اصطلاح ترک کر دی جائے تا کہ لوگ سنن اربعہ کو بھی صحیحین کی طرح صحیح احادیث کا مجموعہ نہ سمجھیں (سنن ابوداؤد کا مقدمہ نمبر 51-52 از حافظ صلاح الدین یوسف مع تحقیق و تخریج)۔

قارئین دیکھیے صحاح ستہ کی مشہور اصطلاح کو البانی صاحب نے قابل اصلاح سمجھا اور کہا کہ اس اصطلاح کو ترک کر دیا جائے۔ وجہ یہ بتائی کہ ضعیف کو صحیح سمجھنے کا اندیشہ نہ رہے۔ تو کیا یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ البانی صاحب نے عرصہ دراز سے جو اصطلاح چلی آ رہی تھی اس کو ترک کرنے کا کہہ کر بہت بڑا جرم کر دیا؟ نہیں بلکہ اس اصطلاح کو اچھی نیت کے ساتھ ترک کرنے کو مناسب سمجھا اور میری ذاتی رائے میں ان کا یہ کہنا بالکل درست ہے۔

اسی طرح مسعود احمد صاحب نے تدلیس کے معاملے میں یہ محسوس کیا کہ اس فن سے ائمہ دین کی دیانت داری متاثر ہو رہی ہے اس لیے کسی امام کو مدلس نہ کہا جائے اور اگر مدلس کہہ دیا جائے تو پھر اسے امام نہ کہا جائے۔ اب البانی صاحب نے اچھی سوچ کے تحت صحاح ستہ کی اصطلاح کے ترک کرنے کو مناسب سمجھا اور مسعود احمد صاحب نے تدلیس کے فن کو اچھی نیت کے ساتھ بے حقیقت کہہ دیا۔ اور دلائل کے ساتھ کہا تو مطلب یہ ہے کہ فن حدیث یا فنِ حدیث کے حوالے سے جتنی بھی اصطلاحات یا اصول ہیں وہ انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں ان میں اگر کسی عالم کو کوئی چیز غلط نظر آ جائے تو وہ اگر اسے ترک کرنے کا فیصلہ کر دے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اصول حدیث کا نزول اللہ کی طرف سے تو نہیں کہ اس کے کسی جزء کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے لہٰذا زبیر صاحب کو انصاف کرنا چاہیے کہ وہ صرف مسعود صاحب پر طعن و تشنیع نہ کریں بلکہ اپنے گھر کے علماء پر بھی نظر

رکھیں کہ کہیں وہ موصوف کے فتوؤں کی زد میں تو نہیں آتے۔

کسی راوی کے مدلّس ہونے کا علم کیسے ہوگا؟

یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ کسی راوی کی تدلیس کا علم کیسے ہوگا کیونکہ اس سے بھی قارئین کافی حد تک سمجھ جائیں گے۔ زبیر صاحب نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں سفیان ثوریؒ کو مدلّس ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں: العباس محمد الدوری نے کہا:

نا ابو عاصم عن	ہمیں ابو عاصم نے عن سفیان
سفیان عن عاصم	عن اب رزین عن ابن عباس
عن ابی رزین عن	کی (سند سے) ایک حدیث
ابن عباس فی	مرتدہ کے بارے میں بیان
المرتدة ترتد قال	کی کہ وہ زندہ رکھی جائے ابو
تستحیا وقال ابو	عاصم نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ
عاصم: نری ان	سفیان ثوری نے اس حدیث
سفیان الثوری	میں ابوحنیفہ سے تدلیس کی
انما دلسة عن	ہے لہٰذا میں نے دونوں
ابی حنفیة فکبها	سندیں لکھ دی ہیں۔
جمیعا	(ماہنامہ الحدیث صفحہ نمبر 24)

قارئین غور کیجیے مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت جو کہ ابو عاصم کا بیان ہے کہ "ہم سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں ابوحنیفہ سے تدلیس کی ہے" اس عبارت میں تو ابو

عاصم کے اپنے گمان کا اظہار ہو رہا ہے، یقینی طور پر اب بھی ثابت نہیں ہوتا کہ ثفیان ثوری نے تدلیس کی ہے۔

زبیر صاحب کہیں گے میں نے لکھا تو ہے کہ ابو عاصم کہتے ہیں کہ:

بلغی ان سفیان سمعه من ابی حنفیة او بلغه عن ابی حنفیه	مجھے پتہ چلا ہے کہ اسے سفیان نے ابوحنیفہ سے سنا ہے یا انھیں یہ (روایت) ابوحنیفہ سے پہنچی ہے۔

(ماہنامہ الحدیث صفحہ نمبر 24)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابو عاصم کو کس نے بتایا کہ سفیان ثوری نے ابوحنیفہ سے یہ روایت کی ہے شاید زبیر صاحب کہہ دیں کہ میں نے بتایا تو ہے ابو عاصم کے قول کی تصدیق امام سفیان ثوری کے دوسرے شاگرد عبدالرحمٰن بن مہدی کے قول سے بھی ہوتی ہے انھوں نے فرمایا:-

سألت سفیان عن حدیث عاصم فی المرتده؟ فقال امامن ثقه فلا	میں نے سفیان سے عاصم کی مرتدہ کے بارے میں سوال کیا (کہ کس سے سنی ہے؟) تو انھوں نے کہا یہ روایت ثقہ سے نہیں۔ (ماہنامہ نمبر 24)

اب بتائیے جس حدیث میں سفیان ثوری پر تدلیس کا الزام لگایا جا رہا ہے اس کا پتہ کس طرح چلا؟ سفیان ثوری نے خود بتایا کہ میری یہ روایت ثقہ سے نہیں ہے گویا کہ حدیث کی سند کا نقص اور خرابی خود سفیان ثوری نے بیان کر دی تو ان کے اس صدق بیانی سے کیا نتیجہ اخذ کیا گیا کہ سفیان ثوری مدلس ہے ان کی عن والی روایت قبول نہ کی جائے میں تو کہتا ہوں کہ سفیان ثوری نے اپنی سچائی کو ثابت کر دیا۔

لہٰذا ان کے بارے میں تو رائے یہ ہونی چاہیے کہ سفیان ثوری کی روایت چاہے حدثنا سے ہو چاہے عن سے قبول کرنا چاہیے اس لیے کہ اگر وہ کوئی حدیث بیان کرتے ہیں اور اس

میں فنی خرابی ہوتو وہ خود ہی بتا دیتے ہیں لہٰذا ان پر بدگمانی نہ کی جائے۔

ابو عاصم اور عبدالرحمٰن بن مہدی دونوں سفیان ثوری کے شاگرد ہیں یعنی کلاس فیلو ہیں ممکن ہے استاد (سفیان ثوری) نے شاگردوں کے امتحان کے لیے حدیث کو ضعیف سند سے بیان کیا ہو اور اپنے شاگردوں کے پوچھنے پر انھوں نے بتا دیا کہ یہ روایت ثقہ سے نہیں ہے۔آپ سوچیں گے کہ پھر ابو عاصم کو عبدالرحمٰن بن مہدی کو استاد کا دیا ہوا جواب کیوں معلوم نہ ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کلاس میں سینکڑوں طلباء بیٹھے ہوتے ہیں ممکن ہے عبدالرحمٰن بن مہدی استاد کے قریب بیٹھے ہوں اور ابو عاصم بہت پیچھے بیٹھے ہوئے ہوں جس کی وجہ سے عبدالرحمٰن بن مہدی کا سوال اور سفیان ثوری کا جواب انھوں نے نہ سنا ہو اور بعد میں عبدالرحمٰن نے ابو عاصم کو یہ بات بتادی ہو جس پر انھوں نے یہ بیان کر دیا کہ:-

''مجھے پتا چلا ہے کہ سفیان نے ابوحنیفہ سے سنا ہے یا انھیں یہ روایت ابوحنیفہ سے پہنچی ہے۔''

زبیر صاحب نے تدلیس العطف کے سلسلے میں بھی ایک مثال دی ہے ھشیم بن بشیر سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا:-

حدثنا حصین و مغیرہ ہم سے حصین اور مغیرہ نے حدیث بیان کی۔(یہ ترجمہ راقم کا ہے)

جب آپ حدیث بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو کہا:-

هل دلستُ لكم اليوم کیا میں نے آج آپ (کی روایت) کے لیے کوئی تدلیس کی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں۔

تو اب ھشیم نے کہا میں نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں سے میں نے مغیرہ سے ایک حرف بھی نہیں سنا ہے۔(ماہنامہ الحدیث نمبر 26)

قارئین کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس واقعہ سے ھشیم کی شان بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے استاد نے کلاس میں بیان کر دیا کہ ہم سے حصین اور مغیرہ نے حدیث بیان کی پھر شاگردوں کو بھی معلوم نہیں تھا کہ واقعہ ہمارے استاد نے دو سے نہیں ایک سے سنا ہے لیکن ھشیم نے

حدیث بیان کرنے کے بعد پوچھا کہ آج میں نے تدلیس کی؟ تو شاگردوں نے کہا کہ نہیں۔

اگر ھشیم چاہتے تو خاموش رہ کر اپنے دو استادوں کے نام سے حدیث کی سند کو اسی طرح برقرار رکھ لیتے لیکن انھوں نے اپنی تدلیس کا ذکر خود ہی کر دیا کہ میں نے جو کچھ بیان کیا اس میں مغیرہ سے ایک حرف بھی نہیں سنا۔ یہ واقعہ تو ثابت کر رہا ہے کہ ھشیم کی روایت کو قبول کرنے میں شک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ سند کو خود بیان کر دیتے ہیں اور جس کو ہم تدلیس کہتے ہیں وہ صرف امتحان طلباء ہوتا تھا ان کے ذہن کو تیز کرنے کے لیے۔

(زبیر صاحب لکھتے ہیں)

ابو اسحاق السبیعی آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ مغیرہ (بن مقسم الصبی) کہتے ہیں:

اهلک اهل الکوفة ابو اسحاق وَاُعیمشکم هذا	کوفہ والوں کو ابو اسحاق اور تمہارے اعمش نے ہلاک کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں

یعنی للتدلِیس	یعنی تدلیس کی وجہ سے۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر45)

قارئین جو شخص لوگوں کو ہلاک کر دینے والا ہو خصوصاً دین کے معاملے میں وہ آپ کی نظر میں شریف آدمی ہو سکتا ہے؟ ہلاک کیوں کیا کہ کوفہ والوں سے حدیثوں میں تدلیس کی اور کوفہ والوں نے صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کر دیا یعنی جو چیز دین میں نہیں تھی اسے دین باور کرا کر بدعات پر لگایا بہر حال ہم تو ان کو دھوکہ فریب سے پاک، دیانت دار سمجھتے ہیں مدلس ہونا ایک بڑا عیب ہے ہم کسی محدث، امامِ حدیث کے لیے اس کا استعمال اچھا نہیں سمجھتے۔

زبیر صاحب کا جوش

مسعود احمد صاحب کے رسالہ ''اصول حدیث'' کے متعلق لکھتے ہیں اس رسالے کے صفحہ ۱۶، ۱۷ پر امام حسن بصری، امام ولید، ابن عیینہ، امام قتادہ، امام محمد بن اسحاق بن یسار اور امام عبالمالک بن جریج وغیرہ کا ذکر کر کے مسعود احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک ان میں سے کوئی امام مدلّس نہیں، صفحہ ۱۷ (ماہنامہ الحدیث نمبر 30)

مسعود صاحب کے مذکورہ بالا بیان سے زبیر صاحب جوش میں آ گئے اور جوش بھی ایسا کے ہوش نے جواب دے دیا۔ اور اس عجیب کیفیت میں قلم اٹھا کر لکھنے لگے کہ مسعود احمد بی ایس سی کے اس قول کہ'' ہمارے نزدیک کوئی امام مدلّس نہیں'' کا مختصر رد پیش خدمت ہے۔

(ماہنامہ الحدیث نمبر 30)

یہ ارادہ کرنے کے بعد زبیر صاحب نے مدلّسین کی ایک فہرست لکھ دی ہے میں صرف ان کے نام قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ مدلّسین کی فہرست میں ہر راوی کے نام کے ساتھ زبیر صاحب نے یہ لکھا ہے کہ:

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور ثقہ امام تھے۔

لہٰذا قارئین ہر نام کے ساتھ اس جملہ کو اپنے ذہن میں رکھیں۔

(۱). قتادہ بن دعامہ البصری (۲). حمید الطویل

(۳). سفیان الثوری (۴). سلیمان الاعمش

(۵). محمد بن اسحاق بن یسار (سنن اربعہ وغیرہ کا راوی بتایا ہے)

(۶). ابو اسحاق السبیعی (۷). هشیم بن بشیر الواسطی

ان تمام راویوں پر تفصیلی بحث کی ہے میں نے صرف ناموں کا اندراج مناسب سمجھا مدلّسین

کی فہرست دینے کے بعد زبیر صاحب لکھتے ہیں:

خاتمہ بحث

اور ثقہ راویوں نے تدلیس کی ہے جس کی وجہ سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوئی بلکہ وہ زبردست صادق اور ثقہ امام تھے۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر 50)

قارئین کرام جیسا کہ یہ بات پہلے لکھی جا چکی ہے کہ زبیر صاحب کے مطابق مدلّس راوی تدلیس کے باوجود ثقہ بھی ہوتا ہے اور عادل بھی رہتا ہے اب سوال یہ ہے کہ جب عادل بھی ہے اور ثقہ بھی تو مدلّس کی روایت کو رد کیوں کیا جاتا ہے؟ کیوں اسے ضعیف قرار دیا جاتا ہے؟ بلکہ ثقہ راوی تو ایک ہیرا ہوتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ کوئی کہے یہ آدمی تو سچا، عادل اور ثقہ ہے لیکن میں اس کی بات نہیں مانتا۔ پوچھا جائے اس کی بات کیوں نہیں مانتے جواب دیتا ہے کہ یہ جو بات بیان کرتا ہے تو وہ بات اس نے جس سے سنی ہوتی ہے اس کا نام نہیں بتاتا بلکہ اس بات کو کسی دوسرے کی طرف منسوب کر کے بیان کرتا ہے حالانکہ اِس نے اُس سے سنی نہیں ہوتی۔ ذرا سوچئے یہ سچ ہے یا جھوٹ اگر سچ ہے تو پھر اس کی بیان کردہ روایات کا انکار کیوں کرتے ہیں صرف یہ لکھ دینا کافی نہیں کہ:-

بلکہ وہ زبردست صادق اور ثقہ امام تھے۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر 50)

صادق آدمی کی بات تو مانی جاتی ہے لیکن یہاں پر تو اس کی بات کا انکار کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے یعنی اپنے عمل سے ثابت کیا جا رہا ہے کہ وہ زبردست جھوٹا ہے۔ مسعود احمد صاحب اور زبیر صاحب کے مؤقف میں صرف اتنا فرق ہے کہ مسعود احمد صاحب نے مدلّس کو تحریراً بھی کذاب کہا اور عملاً بھی ثابت کیا کہ مدلّس جھوٹا ہوتا ہے لہٰذا ہم کسی امام حدیث کو مدلّس نہیں

مانتے اس کی روایات میں اگر تدلیس کے علاوہ کوئی اور عیب نہ ہوتو وہ ضعیف نہیں ہو گی۔اس کے برعکس زبیر صاحب تحریراً تو مدلّس کو صادق (سچا) مانتے ہیں لیکن عملاً اسے جھوٹا کہتے ہیں کیوں کہ عملی میدان میں اس کی روایات کو اس شک کی بنیاد پر نہیں مانتے کہ وہ راوی جس کا نام لے رہا ہے اس سے اس نے سنا نہیں ہے یعنی غلط بیانی کر رہا ہے۔لہٰذا صحیحین کے راوی ہوں یا سنن اربعہ کے ثقہ راوی ہوں ہم ان کو مدلّس نہیں مانتے بلکہ ہم انہیں سچا سمجھ کر ان کی روایات قبول کرتے ہیں چاہے وہ مصرح بالسماع ہوں یا معنعن ہوں اور جو راوی کذاب ہوتا ہے اسے ہم محدث اور امام حدیث نہیں کہتے۔

زبیر صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

محدثین تدلیس کیوں کرتے تھے

اگر کوئی یہ پوچھے کہ محدثین کرام تدلیس کیوں کرتے تھے؟ تو عرض ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں:۔

۱) تاکہ سند عالی اور مختصر ترین ہو۔

۲) جس راوی کو حذف کیا گیا ہے وہ تدلیس کرنے والے کے نزدیک ثقہ وصدوق یا غیر مجروح ہے۔

۳) جس راوی کو سند سے گرایا گیا ہے وہ تدلیس کرنے والے سے کم درجے کا ہو۔

۴) شاگردوں کا امتحان مقصود ہو۔

۵) تدلیس کرنے والا اس عمل کو جائز سمجھتا ہو۔

۶) یہ ظاہر ہو کہ تدلیس کرنے والے کے بہت سے استاد ہیں۔

۷) جس طرح عام لوگ ایک بات سن کر بلاتحقیق و بلاسند اس بیان کر دیتے ہیں اسی

طرح کا یہ عمل ہو۔

۸) اسے بطور توریہ استعمال کیا جائے۔

۹) راوی سے بعض اوقات عدم احتیاط اور سہو کی وجہ سے اس کے استاد کا نام رہ جائے۔

۱۰) مجروح راوی کو گرادیا جائے اور یہ شدید ترین تدلیس ہے۔

زبیر صاحب نے 10 (دس) وجوہات بیان کی ہیں اور وہ بھی گمان سے کوئی ٹھوس وجہ نہیں ہے کہ امام جس کو مدلس کہا جارہا ہے درحقیقت اس نے ان وجوہات میں سے کسی وجہ کی بنیاد پر تدلیس کی ہے ممکن ہے تتبع کی بنیاد پر یہ وجوہات اگر درست بھی ہوں تو ہم وجہ نمبر 4 سے اتفاق کر سکتے ہیں کہ شاگردوں کے امتحان کے لیے وقتی طور پر کسی راوی کو گرادیایا اضافہ کر دیالیکن طلبہ سے پوچھنے کے بعد خود ہی ان کو بتادیا اور اس کو تدلیس کہہ کر راوی کی ہر عن والی روایت کو رد کر دینا زیادتی ہے ہم یہ سوال کیوں کریں کہ محدثین تدلیس کیوں کرتے تھے۔ ہمارا سوال تو یہ ہوگا کہ جس محدث امام کی عن والی روایت کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ اس محدث نے کس استاد کو درمیان میں سے گرادیا ہے اور اگر گرا دیا ہے تو یہ فیصلہ کس طرح کیا گیا کہ اس امام کا شیخ ضعیف تھا اس لئے انھوں نے اسے سند سے غائب کر دیا تاکہ اس ضعیف شیخ کی وجہ سے اس کی روایت رد نہ کر دی جائے، اور یہ دھوکہ ہے جو ایک امامِ حدیث نہیں دے سکتا۔

مثلاً چند احادیث جن کو زبیر صاحب نے سنن ابی داؤد جلد اول پر تحقیق و تخریج میں ضعیف کہا ہے۔

حدثنا عبيد الله بن عمر بن ميسرة: حدثنا معاذ بن هشام حدثني ابي عن قتادة عن عبدالله بن سرجس اَن النبي ﷺ نهى اَن يبالَ في البحر... الخ

حضرت عبداللہ سرجس سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد تحقیق وتخریج زبیر صاحب)

اس حدیث کی تخریج زبیر صاحب نے یوں کی ہے:

تخريج (اسناد ضعيف) و صححه حاكم علىٰ شرط الشيخين ووافقة الذهبي قتادة مدلّس و عنعن

اس کی سند ضعیف ہے اس حدیث کوامام حاکم نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذھبی نے ان کی موافقت کی ہے قتادہ مدلس ہے اور اس نے عن سے روایت کی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس حدیث کو قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا گیا ہے تو کیا زبیر صاحب بتا سکتے ہیں کہ قتادہ نے اپنے کس استاد کا نام سند سے گرادیا ہے؟ اگر گرادیا ہے تو یہ فیصلہ کس طرح ہوگا کہ ان کا استاد ضعیف تھا اس لیے اسے سند سے گرادیا تا کہ اپنی روایت مردود ہونے سے بچائے؟ اگر ان کو یہ معلوم ہے کہ قتادہ نے اپنے فلاں شیخ کو سند سے غائب کردیا اور شیخ ضعیف ہے تو پھر حدیث اس استاد کی وجہ سے ضعیف ہوگی نہ کہ قتادہ کی وجہ سے کیونکہ وہ تو عادل راوی ہیں اور عادل کی روایت مانی جاتی ہے۔ اور اگر زبیر صاحب یہ صراحت نہ کرسکیں تو پھر قتادہ کے متعلق صرف بدگمانی پیدا کرکے حدیث کو ضعیف کہہ دیا ہے اور یہ انصاف نہیں ہے۔ بلکہ قتادہ کے متعلق زبردست سوء ظنی ہے۔

حدثنا محمد بن یحییٰ بن فارس قال حدثنا صفوان بن عیسیٰ عن الحسن بن ذکوان عن مروان الاصغر قال: رایت ابن عمر اناخ راحلته مستقبلة القبلة ثم جلس یبولُ اِلَیْهَا فَقُلْتُ: یا ابا عبدالرحمن! الیس قد نُهی عن هذا قال بلی انما نهی عن ذالک فی الفضاءِ فاِذا کان بَیْنَکَ وَ بَیْنَ الْقِبْلَةِ شی یستُرکَ فَلا باسَ

مروان الصغر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی سواری قبلہ رخ بٹھائی پھر اپنی سواری کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگے میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا؟ انھوں نے کہا ہاں! کھلی فضا میں اس سے روکا گیا ہے مگر جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

تخریج:- اس کی سند ضعیف ہے اور اس کو ابن خزیمہ، دارقطنی نے صحیح کہا ہے اور امام حاکم نے بھی امام بخاری کی شرط پر اسے صحیح کہا ہے اور امام ذھبی نے ان کی موافقت کی ہے، حسن بن ذکوان مدلس ہیں اور مجھے ان کے سماع کی صراحت نہیں ملی۔

قارئین! زبیر صاحب نے خود چار اماموں کے حوالے سے اس حدیث کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے گویا ان چاروں نے حسن بن ذکوان پر بدگمانی نہیں کی کہ اس نے کوئی چوری کی ہے۔ لیکن خود حسن بن ذکوان کی تدلیس کی بنیاد پر اسے ضعیف کہہ دیا۔

چار اماموں کا صحیح کہنا تو ایک الگ موضوع ہے ہمارا سوال تو بس اتنا ہے کہ حسن بن ذکوان اور مروان الاصغر کے درمیان کون سا راوی غائب ہے؟ اور کوئی بھی راوی درمیان

سے غائب نہیں ہے تو کیا یہ حسن بن ذکوان پر بدگمانی نہیں ہے کہ انھوں نے اپنے کسی شیخ کو سند سے گرا دیا ہوگا؟ یعنی سند کے عیب کو چھپا دیا، جب کہ وہ عیب کو چھپانے والے نہیں تھے اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

قال العقيلي: روى معمر عن اشعث الحداني، عن احسن عن عبدالله بن مغفل في البول في المستحم فحدث يحيٰ القطان عن الحسن بن ذكوان عن الحسن بهذا الحديث فقيل للحسن بن ذكوان: سمعته من الحسن؟ قال لا، قال العقيلي و لعله سمع من الاشعث . يعني فدلسه (تهذيب التهذيب)

عقیلی کہتے ہیں کہ:

یحییٰ القطان نے حسن بن ذکوان عن الحسن (کی سند) سے یہ حدیث بیان کی تو حسن بن ذکوان سے کہا گیا آپ نے یہ حدیث (خود) حسن سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں (امام) عقیلی کہتے ہیں شاید انھوں نے یہ حدیث اسعث سے سنی یعنی تدلیس کی (اور اسعث کا نام نہیں لیا) دیکھیے جس سے سنا نہیں تھا وہ انھوں نے خود بیان کر دیا کہ نہیں سنا۔

بس ہماری طرف سے سے یہ دو روایتیں بطور مثال کافی ہیں اسی طرح ثقہ راویوں کی عن والی وہ تمام روایات جو ان کے نزدیک تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہیں ان میں تدلیس ثابت کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔

اصل معاملہ کیا ہے؟

قارئین! جیسا کہ گذشتہ اوراق میں آپ پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ تدلیس کے بارے میں مسعود احمد صاحب کا جو مؤقف تھا وہ خود زبیر صاحب کی تحریرات میں بعض محدثین وعلماء کے حوالے سے بھی پیش کیا گیا ہے کہ وہ بھی مدلس کو مجروح سمجھتے تھے، تدلیس کو زنا سے بڑا جرم اور جھوٹ کا ہم پلہ سمجھتے تھے۔ مدلس کو مجروح سمجھ کر اس کی ہر روایت کو چاہے وہ معنعن ہو یا مصرح بالسماع ہو مردود سمجھتے تھے اور قبول نہ کرتے تھے۔ اس کے باوجود زبیر صاحب اپنے دل کی بھڑاس صرف مسعود احمد صاحب پر نکال کر لکھتے ہیں:

تدلیس اور فنِ تدلیس کو "بے حقیقت فن" قرار دینا صرف مسعود احمد بی ایس سی خارجی کا نرالا مذہب ہے۔ (ماہنامہ الحدیث نمبر 50)

مسعود صاحب کو خارجی تو کہہ دیا لیکن زبیر صاحب نے اپنی کتاب میں امام شعبہ کے اس قول کو بھی بنیاد بنایا ہے جس میں انھوں نے تدلیس کو زنا سے بڑا جرم قرار دیا ہے اب آپ لاکھ کہیں کہ جمہور نے اس مسلک کو رد کر دیا ہے لیکن جمہور کے رد کرنے سے کوئی مجرم بری تو نہیں ہو جاتا۔

امام شعبہ اور ان کے علاوہ، موصوف کے رسالہ کے مطابق جن علماء نے مدلس کو مجروح قرار دے کر اس کی ہر روایت کو مردود قرار دیا ہے ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ان کے لیے بھی وہی فتویٰ ہے جو مسعود احمد صاحب پر لگایا ہے؟ لیکن بات درحقیقت تدلیس کی نہیں اصل حقیقت کچھ اور ہے اگر بات تدلیس کی ہوتی اور اصول کی ہوتی تو اصولوں کی خلاف

ورزی میں اپنے ہوں یا غیر سب برابر ہوتے ہیں لیکن یہاں صرف مسعود صاحب کو ہر طرح کے برے القابات سے نوازا گیا ہے اور آگے خاموشی ہے؟؟؟

مسعود صاحب کا جرم

مسعود صاحب نے موصوف کی نظر میں یہ جرم کیا ہے کہ جماعت اہل حدیث نام کی جماعت کا ذکر قرآن وسنت میں نہ ملنے کی وجہ سے انھوں نے جماعت اہل حدیث کو فرقہ قرار دے کر ان سے علیحدگی اختیار کی اور ان سے علیحدہ ہونے کے بعد جماعت المسلمین کا احیاء کیا یہ کوئی خود ساختہ جماعت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے ہیں (جس کی تفصیل ہماری کتب میں موجود ہے) اور اسی طرح اللہ کے رکھے ہوئے نام مسلمین کو اپنا کر مسعود صاحب زبیر صاحب کی نظر میں ان کے ازلی دشمن بن گئے اور موصوف نے ایک جیسے معاملات میں مسعود صاحب کے لیے کچھ فیصلہ کیا اور اپنے علماء نے اگر ویسا ہی معاملہ کیا تو ان کے لیے کچھ اور فیصلہ کیا ہے۔ کیا انصاف اسی کا نام ہے۔

نتیجہ: یہ نکلا کہ جہاں مسعود صاحب کا ذکر آتا ہے وہاں زبیر صاحب اصولوں پر نہیں چلتے بلکہ اصول کو اپنا تابع بنا دیتے ہیں اور یہ سراسر ناانصافی ہے اس ناانصافی کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ قارئین توجہ فرمائیں:

يا ايها الذين امنو كونو اقوامين لله شهداء بالقسط ولا يجر منكم شنان قوم على الا تعدلوا اعدلوا اهو اقرب للتقوىٰ واتقوا الله ان الله خبير بما تعملون	اے ایمان والو! (محض) اللہ کی رضا کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو (نہیں) انصاف ہی کرو یہی تقویٰ کے قریب ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔
(المائدة.٨)	(المائدہ۔8)

اس آیت کی رو سے دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرنے کا حکم ہے لیکن موصوف مسعود صاحب کے ساتھ دشمنی میں اتنے آگے نکل گئے کہ انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے۔

نماز کے موضوع پر ''نمازِ نبوی'' کتاب لکھی گئی ہے جس کی ترتیب ڈاکٹر شفیع الرحمٰن صاحب، تحقیق وتخریج زبیر صاحب، تصحیح وتنقیح حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اور عبد الصمد رفیقی صاحب نے کی ہے۔

اس کتاب کے ٹائٹل پر انھوں نے لکھا ہے ''صحیح احادیث کی روشنی میں''۔ نماز نبوی کے مقدمۃ التحقیق میں نماز کی اہمیت بیان کرنے کے بعد زبیر صاحب لکھتے ہیں:۔

نماز کی اسی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ائمہ مسلمین نے نماز کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔

مثلاً:۔ ابو نعیم الفضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۸ھ)

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی کتاب الصلوۃ وغیرہ، علاوہ ازیں عصرِ حاضر میں بھی اردو اور علاقائی زبانوں میں متعدد کتابیں شائع ہوئی

ہیں لیکن ان میں اکثر کتابیں اکاذیب، موضوع احادیث، ضعیف و مردود روایات، تضادات اور علمی مغالطوں پر مشتمل ہیں۔ (نماز نبوی صفحہ نمبر 18)

اس بحث کے بعد مختصر طور پر سات کتابوں کے نام ذکر کیے ہیں اور ہر ایک کی کسی ایک آدھ حدیث کو بطور مثال ضعیف ثابت کیا ہے۔

یاد رہے ان سات کتابوں میں مسعود احمد صاحب کی صلوۃ المسلمین نام کی کتاب کا ذکر نہیں ہے لیکن اپنی بحث کے دوران لکھتے ہیں :

مسعود صاحب بی ایس سی نے اپنی کتاب صلوۃ المسلمین کے بارے میں کہا ہے کہ اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی۔

حالانکہ اس کتاب کے ص ۳۰۵ تا ۳۰۷ پر مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۱۶ سے (معمر عن عمرو عن الحسن کی سند) سے ایک اثر نقل کر کے لکھا ہے سندہ صحیح، یعنی اس کی سند صحیح ہے، عمرو سے مراد ابن عبید ہے دیکھئے مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۸۳ حدیث نمبر ۱۹۹۸۵ اور تہذیب الکمال وغیرہ میں یہ صراحت ہے کہ امام حسن بصریؒ کا شاگرد عمرو بن عبید معتزلی تھا اس شخص کے بارے امام ایوبؒ وغیرہ نے کہا یکذب جھوٹ بولتا ہے۔ امام حمید نے کہا (کان یکذب علی الحسن) وہ حسن بصری پر جھوٹ بولتا تھا بلکہ امام یحیٰی بن معین نے گواہی دی:۔

کان عمرو ابن عبید رُجل سوء من الدھریہ

عمرو بن عبید گندا آدمی تھا (اور) دھریوں میں سے تھا۔ (نماز نبوی صفحہ نمبر 21)

یہ تو ہوگئی موصوف کی جرح کوئی بات نہیں احادیث کی صحت و ضعف میں ایسا لکھنا یا بتانا کوئی بات نہیں۔ تنقید تعمیری ہو تو اس پر شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ لیکن موصوف مسعود صاحب کی دشمنی میں انصاف تو کیا حق کی تائید بھی نہیں کرتے۔ موصوف اب جو دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں اور طنز کر رہے ہیں اس کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں:۔

''ایسے دھریہ کذاب کی روایت کو''سندہ صحیح'' کہنا بڑی جرأت اور حوصلہ کی بات ہے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔ (نماز نبوی نمبر 21)

مزید لکھتے ہیں مستدرک حاکم (ج ۲ ص ۵۶۲، ۵۶۳) میں صحیح مسلم کے ایک راوی (اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ) السدی کی ایک روایت ہے جسے امام حاکم اور حافظ ذھبی دونوں صحیح مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیتے ہیں مستدرک کی اسی جلد میں ص ۵۶۲، ۵۶۳) میں صحیح مسلم کے ایک راوی (اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ) السدی کی ایک روایت ہے جسے امام حاکم اور ذھبی دونوں صحیح مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیتے ہیں مستدرک کی اسی جلد میں (صفحہ ۲۵۸، ۲۶۰ وغیرہ) السدی کے ساتھ اسماعیل بن عبدالرحمٰن (یعنی اس نام) کی صراحت ہے مسعود صاحب اس سند کے بارے میں لکھتے ہیں سند میں السدی کذاب ہے (تاریخ الاسلام والمسلمین مطول ج ۱ ص ۹۵ حاشیہ ۸ ط دوم) حالانکہ اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی صحیح مسلم کا راوی ہے اور حسن الحدیث ہے (الکاشف الذھبی ج ۱ ص ۷۵) اس پر امام ابوحاتم وغیرہ کی معمولی جرح مردود ہیں اسے کسی محدث نے کذاب نہیں کہا جوزجانی نے محمد بن ،مروان السدی کو کذاب شتام لکھا ہے جو غلطی سے اسماعیل مذکور سے منسوب ہو گیا ابن عدیؒ جو مختلف راویوں کی بابت جوزجانی کے اقوال ہی نقل کرتے ہیں نے اسماعیل مذکور کے ترجمہ میں جوزجانی کا یہ قول ذکر نہیں کیا۔ یہ ہے مسعود صاحب کا مبلغ علم کہ وہ موضوع کو صحیح اور صحیح کو موضوع گردانتے ہیں۔ (نماز نبوی 21-22)

قارئین کرام! زبیر صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں جو طنز کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں زبیر صاحب کی نظر میں مسعود صاحب کا جرم یہ ہے کہ انھوں نے:

۱) صلوٰۃ المسلمین میں عمرو نامی راوی کو سندہ صحیح لکھا ہے جبکہ موصوف کی تحقیق کے مطابق عمرو کذاب اور جھوٹا دھریہ ہے۔

۲) تاریخ مطول میں السدی کو کذاب لکھا جو موصوف کی تحقیق کے مطابق صحیح مسلم کا راوی یعنی ثقہ راوی ہے۔

اس پر موصوف کس طرح طنز کر رہے ہیں کہ اس کو جرأت، حوصلہ، انا للہ اور یہ کہ یہ ہے مسعود صاحب کا مبلغ علم کہ موضوع کو صحیح اور صحیح کو موضوع گردانتے ہیں۔ یعنی مسعود صاحب کو جاہل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے قطع نظر اس بات کے کہ موصوف نے جو مسعود صاحب کی منقول دو روایات پر ضعف وصحت کی بحث کی ہے وہ درست ہے یا نہیں میں تو مسعود صاحب سے دشمنی اور جانبداری پر ان کی تحریرات پیش کرتا ہوں جو اس بات کی مصداق ہیں کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

عدالت میں انصاف کا خون

لکھتے ہیں:-(ا) محدث شام شیخ ناصر الدین البانی سے ایک عجیب سہو ہوا ہے انھوں نے صفة صلوة النبي صلى الله عليه وسلم صفحہ ۸۰ میں ایک ضعیف اور غیر صریح روایت کی بنیاد پر جہری نمازوں میں قرأت (فاتحہ) کو منسوخ قرار دیا ہے حالانکہ ان کی مستدل روایت کے راوی جناب ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے جہری اور سرّی دونوں نمازوں میں مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا ثابت ہے۔ (نماز نبوی صفحہ نمبر ۲۳)

تبصرہ:- قارئین بقول موصوف مسعود صاحب نے ضعیف کو صحیح گردانا اور البانی صاحب نے بھی ضعیف روایت سے استدلال کر کے جہری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کی قرأت کو منسوخ قرار دیا۔ یعنی دونوں کا جرم ایک ہی ہوا۔ لیکن مسعود صاحب کے لیے کیسے طنزیہ جملے استعمال کیے اور اگر ویسا ہی جرم البانی صاحب کرتے ہیں تو کیا خوب لکھا ہے۔ محدث شام شیخ ناصر الدین البانی صاحب سے ایک عجیب سہو ہوا ہے۔

۲) لکھتے ہیں:-

جناب خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (قد قامت الصلوٰۃ) اختلافی مسائل پر اعتدال کی حامل انتہائی بہترین کوشش ہے۔۔۔۔۔۔ مگر اس کتاب میں بھی ضعیف و مردود روایات آ گئی ہیں مثلاً صفحہ ۴۲۱ پر یا انس اجعل والی روایت حالانکہ اس کا ایک راوی علیلہ بن بدر جو کہ متروک ہے حالانکہ متروک کی روایت شواہد اور متابعات میں بھی بیان کرنا صحیح نہیں۔ (نماز نبوی صفحہ نمبر 23)

تبصرہ:- قارئین ! دیکھئے خواجہ محمد قاسم صاحب بھی اپنی کتاب میں بقول موصوف کے ضعیف و مردود روایات لائے ہیں مگر ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے

اوران کی اس کتاب کوانتہائی بہترین کوشش قرار دیا ہے لیکن اگرایسی ہی غلطی موصوف کی نظر میں مسعود صاحب نے کی ہوتو

لکھتے ہیں: یہ ہے مسعود صاحب کا مبلغ علم کہ وہ موضوع کو صحیح اور صحیح کو موضوع گردانتے ہیں۔(نمازنبوی 21-22)

۳) جناب عبدالرؤوف صاحب کی کتاب ''القول المقبول فی تخریج صلوۃ الرسول ''اس سلسلہ کی بہترین کتاب ہے تاہم بشری کمزوریوں کی وجہ سے اس تخریج میں بھی اوہام واقع ہوگئے ہیں مثلاً ابوداؤد (۲۰۳) وغیرہ کی ایک ضعیف روایت کوعبدالرؤوف صاحب نے ''حسن درجہ کی حدیث'' لکھا ہے حالانکہ یہ سند منقطع ہے اوراس کا کوئی شاہد بھی صحیح نہیں ہے۔(نمازنبوی 23)

تبصرہ:- دیکھئے قارئین! عبدالرؤوف صاحب نے اگرایک ضعیف روایت کو حسن لکھا تو پھر بھی موصوف لکھتے ہیں ''بہترین کتاب ہے'' اوران کے ضعیف کوحسن کہنے کو بشری کمزوری کہہ کران کا مبلغ علم عوام پر واضح نہیں کیا۔لیکن موصوف کے نزدیک مسعود صاحب سے اگرایسا ہی فعل ہوا ہے تو زبیر صاحب کے ریمارکس آپ پڑھ آئے ہیں۔جو کہ انصاف کا خون ہے۔

نتیجہ اور جانبداری

اگر موصوف کی نظر میں مسعود صاحب، البانی صاحب، خواجہ محمد قاسم یا عبدالرؤوف صاحب وغیرھم ضیعف روایت کوصحیح یاحسن کہہ دیں تو مسعود صاحب کے لیے لکھتے ہیں:-

(ا) ''ایسے دھریہ کذاب کی روایت کوسندہ صحیح کہنا بڑی جرأت اور حوصلہ کی بات ہے انا للہ و انا الیہ راجعون یہ ہے مسعود صاحب کا مبلغ علم کہ وہ صحیح کوموضوع

اور موضوع کو صحیح گردانتے ہیں۔

(۲) البانی صاحب کے لیے:۔ محدثِ شام کا لقب اور ویسی ہی غلطی کو عجیب سہو ہوا ہے لکھا ہے۔

(۳) خواجہ محمد قاسم کے لیے:۔ رحمۃ اللہ علیہ، کتاب کو بہترین کوشش قرار دیا ہے جزاہ اللہ خیرا اور ویسی ہی غلطی کو بشری کمزوری کہہ کر انصاف کا گلا گھونٹ دیا ہے۔

پھر اپنی کتاب نماز نبوی کے متعلق لکھتے ہیں اب میری معلومات کے مطابق اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں ہے لیکن چونکہ انسان غلطی اور خطا کا پتلا ہے لہٰذا اہل علم سے درخواست ہے کہ اگر کسی حدیث میں علت پر مطلع ہوں تو راقم کو آگاہ کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تلافی کی جا سکے۔ (نماز نبوی 24-23)

جبکہ یہی بات تو مسعود صاحب نے بھی منہاج المسلمین کے مقدمہ میں لکھی ہے۔

''منہاج المسلمین میں ہم نے کسی ضعیف حدیث سے استدلال نہیں کیا تمام احادیث جن سے استدلال کیا گیا ہے صحیح ہیں یا حسن ہیں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں دیکھیں کہ کسی ضعیف حدیث سے استدلال کیا گیا ہے تو اس کی نشاندہی فرمائیں اسی طرح اگر قارئین کرام یہ دیکھیں کہ کسی صحیح یا حسن حدیث کو چھوڑ دیا گیا ہے تو مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے'' (مقدمہ منہاج المسلمین)

کیا میں موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ انھوں نے مسعود صاحب کو اس غلطی کی نشاندہی کرائی تھی؟ کوئی خط ارسال کیا تھا؟ کوئی ثبوت ہے؟

لیکن موصوف گویا مسعود صاحب کو تو بشر، انسان نہیں سمجھتے اس لیے ان کے متعلق

ریمارکس بھی جانبدارانہ ہیں اور ان کے دوسرے علماء انسان تھے اس لیے ان پر کوئی طنز بھی نہیں۔ البتہ ان کی تعریف کر کے جماعت المسلمین کے ساتھ دشمنی کا ثبوت دے دیا۔

زبیر صاحب کی اپنی کتاب نصر الباری میں البانی صاحب

کے متعلق ایک حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے:۔

شیخ البانی نے اس کی سند پر عدم واقفیت کے باوجود لکھا ہے کہ وما اراہُ یصح میں نہیں سمجھتا کہ یہ صحیح ہے (ارواء الغلیل) ۳۹/۲ ح ۳۳۲ اور آگے اپنی یہ بات بھول کر بغیر کسی جرح کے نقل کر دیا (ایضاً ص:۲۶۸ ح ۴۹۹) (نصر الباری)

بلکہ زبیر صاحب کے نزدیک یہ روایت موضوع ہے۔ چنانچہ زبیر صاحب لکھتے ہیں یہ روایت موضوع ہے

عبدالمنعم بن بشیر کذاب ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبدالرحمٰن بن اسلم سخت ضعیف ہے۔

(نصر الباری صفحہ نمبر 147)

یعنی ایک کذاب راوی اور دوسرے سخت ضعیف راوی کی روایت کو البانی صاحب نے ایک جگہ کہا میں نہیں سمجھتا کہ یہ صحیح ہے اور دوسری جگہ وہ اپنی یہ بات بھول گئے اور اسے بغیر جرح کے نقل کر دیا یعنی صحیح کہا، لہٰذ کذاب اور ضعیف راوی کی روایت کو صحیح کہنے میں مسعود صاحب اور البانی صاحب برابر ہوئے نا! لیکن قارئین اس کو جانبداری نہ کہیں تو کیا کہا جائے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ البانی صاحب کا مبلغ علم وغیرہ وغیرہ ہے؟ بقول موصوف اگر مسعود صاحب نے کذاب کی روایت کو صحیح کہا تو البانی صاحب نے بھی بقول ان کے کذاب کی اور سخت ضعیف راوی کی روایت کو لیا ہے دونوں میں کیا فرق ہے؟ یہی نا کہ مسعود صاحب نے بے علمی سے ایسا کیا ہے اور گھر کے آدمی نے بھولے سے ایسا کیا واہ کیا انصاف

ہے جبکہ موصوف خود انصاف کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

زبیر صاحب کا مطالبہ انصاف

''محمد عبدالحکیم شرف قادری بریلوی صاحب پر تعجب ہے کہ انھوں نے اتنی فاش غلطیوں والی کتاب پر کس طرح تقریظ لکھ دی ہے کیا انصاف دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔''

(ماہنامہ الحدیث جمادی الاخریٰ)

موصوف اپنی غلطیوں کو تو عجیب سہو، بھول، بشری کمزوری قرار دے کر بھی محدث شام کے لقب، جزاہ اللہ خیرا کہہ کر جانے دیتے ہیں لیکن جب موصوف کی نظر میں وہی غلطی مسعود صاحب کریں تو انصاف کو بائے بائے ٹاٹا۔۔۔۔

یہ چوری کیوں؟

نماز نبوی کا ابتدائیہ سید شفیق الرحمٰن صاحب نے لکھا ہے اس ابتدائیہ میں کچھ معمولی ردو بدل کر کے مسعود صاحب کی تحریر کو اس کی زینت بنا دیا ہے ملاحظہ فرمائیں:۔

منہاج المسلمین کی عبارت	نماز نبوی کے ابتدائیہ کی عبارت
توحید اعمالِ صالحہ کی اصل ہے اگر توحید نہیں تو تمام اعمال بیکار ہیں توحید نہیں تو ایمان نہیں توحید اور شرک ایک دوسرے کی ضد ہیں جس طرح توحید کے بغیر نجات ممکن نہیں اسی طرح شرک کی موجودگی میں نجات ناممکن ہے۔	توحید اعمالِ صالحہ کی اصل ہے اگر توحید نہیں تو تمام اعمال بیکار ہیں توحید نہیں تو ایمان نہیں توحید اور شرک ایک دوسرے کی ضد ہیں جس طرح توحید کے بغیر نجات ممکن نہیں اسی طرح شرک کی موجودگی میں نجات ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاءُ ومن یّشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیما. (النساء11/48)

منہاج المسلمین کی عبارت	نماز نبوی کے ابتدائیہ کی عبارت
بے شک اللہ تعالیٰ شرک کونہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ جس گناہ کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔	بے شک اللہ تعالیٰ شرک کونہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ جس گناہ کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

نیز فرمایا:-

الذین امنو ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الا من وھم مھتدون (النساء48)

ترجمہ منہاج المسلمین کی عبارت	ترجمہ نمازِ نبوی کے ابتدائیہ کی عبارت
جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے ملوث نہیں کیا تو ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔	جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے ملوث نہیں کیا تو ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ بعض لوگ ایمان لانے کے بعد بھی شرک کرتے ہیں	ثابت ہوا کہ بعض لوگ ایمان لانے کے بعد بھی شرک کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا :-

وما یومن اکثھم باللہ الا و ھم مشر کون (یوسف ۱۲/۱۰۶)

(ترجمہ) نمازِ نبوی کے ابتدائیہ کی عبارت	(ترجمہ) منہاج المسلمین کی عبارت
اور بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔	بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔

انتباہ:

سید شفیق الرحمٰن صاحب کی لکھی ہوئی عبارت آپ کے سامنے موجود ہے جو مسعود صاحب کی تصنیف ''منہاج المسلمین'' سے توحید کے عنوان میں سے لی گئی ہے۔ مذکورہ بالا عبارت میں موصوف نے معمولی ردو بدل کیا ہے۔ شاید یہ ردو بدل اس لیے ہو کہ لوگ ان کی مربوط عبارتوں کو مسعود صاحب کی عبارت نہ سمجھیں۔ بہر حال قارئین اسے خود ہی منہاج المسلمین کے ساتھ ملا کر دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ جو شخص جاہل تھا اس کی کتاب سے چوری کر کے اپنا نام علماء کی فہرست میں شامل کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔

زبیر صاحب کے ماہناموں سے ہماری تائید

زبیر صاحب اپنے ماہنامہ ''الحدیث'' میں وہ کچھ لکھ گئے ہیں جس سے ہماری زبردست تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ماہنامہ الحدیث میں زبیر صاحب نے حافظ ابنِ کثیر کی کتاب ''اختصار علوم الحدیث'' کا قسط وار ترجمہ شروع کیا ہے تو شمارہ نمبر 53 میں تدلیس والی روایات کا بیان دیا ہے اس بیان سے کئی طرح سے ہمارے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔ جس کو قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ نقل کرتے ہیں کہ:-

۱) ''میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: تدلیس کی انتہا یہ ہے کہ مدلّس نے اپنے نزدیک ثابت شدہ روایت میں ارسال کیا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں اپنے استاذ کا نام بتادوں تو ان کی وجہ سے یہ روایت مردود ہوجائے گی۔'' (ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر 53 صفحہ 42)

تبصرہ: قارئین حافظ ابن کثیر کے بیان کے مطابق مدلّس راوی اپنے استاد کا نام حدیث کی سند میں نہیں بتاتا، تاکہ اس کی روایت مردود نہ ہوجائے۔ گویا خود مدلّس جس روایت کو مردود سمجھتا ہے وہی روایت آگے اس انداز میں بیان کررہا ہے کہ یہ مردود نہیں ہے۔ ہمیں صرف یہ بتایا جائے کہ یہ دیانت داری ہے یا خیانت ہے؟ ہم تو ہر محدث کو اس عمل سے مبّرا سمجھتے ہیں۔ مزید نقل کرتے ہیں:

۲) ''تدلیس کا حکم مختلف حالتوں میں مختلف ہوتا ہے۔ کبھی یہ مکروہ (تنزیہی) ہے، جیسا کہ تدلیس کرنے والے کا استاذ اس سے کم عمر اور لمبی سند والا وغیرہ ہو اور کبھی یہ حرام ہے جیسے کہ اس کا استاذ ثقہ نہ ہو پھر یہ تدلیس کرتے ہوئے اسے سند سے گرائے تاکہ اس کا حال معلوم نہ ہوسکے یا یہ اس (غیر ثقہ) کے ہم نام و ہم کنیت کا دھوکہ ڈال دے۔
(ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر 53 صفحہ 43)

تبصرہ: قارئین کرام! حافظ ابن کثیر کا یہ بیان دو تین دفعہ پھر پڑھ لیجیے تا کہ جس بات کی میں نشاندہی کرانا چاہتا ہوں وہ آپ صحیح طرح سمجھ سکیں۔

اس بیان میں دو باتیں خصوصی طور پر قابل غور ہیں انھیں سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

پہلی بات: یہ کہ کوئی راوی اگر سند سے اپنے ضعیف استاد کو گرائے تا کہ اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تو اس قسم کی تدلیس کو حرام کہا ہے (اور ضعیف راوی کو سند سے گرانا تدلیس التسویہ کہلاتا ہے)۔

تو آیئے دیکھتے ہیں زبیر صاحب نے کن ائمہ حدیث کو اس حرام کا مرتکب ٹھہرایا ہے۔

1۔ سفیان الثوریؒ

ان کے متعلق زبیر صاحب لکھتے ہیں: ''آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور زبردست ثقہ امام ہیں۔۔۔۔حافظ ذھبی لکھتے ہیں ''و کان یدلس فی روایتہ ، و ربما دلّس عن الضعفاء'' آپ اپنی روایت میں تدلیس کرتے تھے اور بسا اوقات ضعیف راویوں سے بھی تدلیس کر جاتے تھے۔۔۔۔حافظ العلائی لکھتے ہیں: ''من یدلس عن اقوام مجھولین لا یدری مَن ھم کسفیان الثوریؒ ۔۔۔الخ'' مثلاً وہ لوگ جو ایسے مجہولین سے تدلیس کریں جن کا کوئی اَتا پتا نہ ہو، جیسے سفیان ثوریؒ (کی تدلیس)۔

(ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر 33 صفحہ نمبر 35,37)

تبصرہ: دیکھئے قارئین کرام! زبیر صاحب نے ثابت کر دیا کہ سفیان ثوری ضعیف راویوں سے تدلیس کرتے تھے اور ضعیف راوی کو سند سے گرانا بقول ابن کثیر حرام ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ زبیر صاحب نے سفیان ثوریؒ کو وہ کچھ ثابت کیا جو ہم سوچ بھی نہیں سکتے اور یہ سب فن تدلیس کے کرشمے ہیں۔

دوسری بات: ابن کثیر کے بیان میں یہ بات قابل غور ہے کہ مدلّس غیر ثقہ کے ہم نام و ہم کنیت کا دھوکہ ڈال دے۔

قارئین کرام دیکھئے! تدلیس کو ابن کثیر نے دھوکہ کہا اور ابن کثیر کی تائید کرتے ہوئے زبیر صاحب نے بھی اپنے حاشیہ میں لکھ دیا ہے: ''یہ تدلیس حرام اور بہت بڑا فراڈ ہے۔'' کیا زبیر صاحب کے اس جملہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں نہیں ہوتی کہ انھوں نے محدثین کو حرام کے مرتکب اور فراڈیے ثابت کیا ہے۔

اور مسعود صاحب کا بیان بھی زبیر صاحب نے نقل کیا ہے کہ ''مدلّس راوی نے اپنے استاد کا نام چھپا کر اتنا بڑا جرم کیا ہے کہ **الامان الحفیظ**۔ اس نام نہاد امام یا محدث کو دھوکے باز کذاب کہا جائے گا۔ (ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر 33 صفحہ 29)

خلاصہ

۱) ابن کثیر نے اسے دھوکہ قرار دیا۔

۲) زبیر صاحب نے حرام اور بہت بڑا فراڈ کہا۔

۳) اور مسعود صاحب نے بھی مدلّس کو دھوکے باز کذاب کہا۔

2۔ سلیمان الاعمش

زبیر صاحب لکھتے ہیں:

''آپ صحیحین کے مرکزی راوی اور بالاتفاق ثقہ محدث ہیں۔۔۔۔ابن الجوزی لکھتے ہیں:

هَذَا حَدِيْث لَا يَصح ، قَالَ اَحْمَدُ بْنِ حَنْبَل: لَيْسَ لِهَذَالْحَدِيْث اَصل ، لَيْسَ يَقُوْل فِيْه اَحَدٌ عَنِ الْاَعْمَش اَنه قَالَ: نَا ابُو صَالِح وَالْاَعْمَش يَحْدث عَن ضعَاف	یہ حدیث صحیح نہیں ہے، احمد بن حنبل نے کہا: اس حدیث کی اصل نہیں ہے اس میں (ثقہ غیر مدلس) اعمش سے یہ نہیں کہتا کہ ''حدثنا ابو صالح'' اور اعمش ضعیف راویوں سے حدیث بیان کرتے تھے۔(ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر 33 صفحہ 38,39)

تبصرہ: اب یہ دوسرا راوی ہے جو صحیحین اور سنن اربعہ کا ہے لیکن موصوف نے ثابت کر دیا کہ اعمش ضعیف راویوں سے حدیث بیان کرتے ہیں اور ضعیف راویوں سے حدیث میں تدلیس کرنا بقول ابن کثیر حرام ہے۔ نتیجۂ سلیمان الاعمش بھی اس حرام کام کے مرتکب ہوئے۔ یہ ہے موصوف کی وہ کوشش جس کو وہ بزعم خویش محدثین کا دفاع کہتے ہیں لیکن در حقیقت یہ محدثین کی دیانتداری پر زبردست حملہ ہے۔

موصوف سلیمان الاعمش کے متعلق ایک اور ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''ابوسعید عثمان بن سعید الدارمی کا خیال ہے کہ اعمش تدلیس التسویہ بھی کرتے تھے یعنی ضعیف (وغیرہ) راویوں کو سند کے درمیان سے گرا دیتے تھے۔

(ماہنامہ الحدیث شمارہ 33 صفحہ 41 بحوالہ تاریخ عثمان الدارمی 952)

تبصرہ: قارئین! کس کس پر تبصرہ کیا جائے، ضعیف راویوں کو سند سے گرا دینے کو حرام کہنا موصوف کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اور یہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدلس راوی اپنی روایت کو مردود ہونے سے بچانے کی خاطر ایسا کرتا ہے اور یہ یقیناً بہت بڑا جرم ہے، اور ہم کسی امام کے متعلق یہ نہیں سوچ سکتے کہ وہ اپنی غیر ثابت شدہ روایت کو ثابت شدہ باور کرائے۔

3۔ ابواسحاق السبیعی

''آپ صحیحین کے مرکزی راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔۔۔۔مغیرہ بن مقسم الضبی کہتے ہیں:

اَهۡلَکَ اَهۡلِ الۡکُوۡفَةَ اَبُو اِسۡحَاقَ وَ	کوفہ والوں کو ابواسحاق اور
اَعُیمِشُکُمۡ هٰذَا	تمہارے اعمش نے ہلاک کردیا۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں:

یعنی للتَدلِیس	یعنی تدلیس کی وجہ سے۔(ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر 33 صفحہ 44)

تبصرہ: مختصراً یہ کہ ابواسحاق نے تدلیس کر کر کے اہل کوفہ کے سامنے ضعیف اور غیر ثابت شدہ احادیث بیان کر کے بدعات پر لگادیا اور اس طرح ان کو ہلاک کردیا۔اگر اس کا نتیجہ میں نے غلط نکالا ہے تو موصوف اس کی وضاحت کردیں کہ ہلاک کرنے کا مطلب کیا؟ بہر حال یہ ہے موصوف کی وہ خیر خواہی جو وہ محدثین کرام کے ساتھ کرتے ہیں۔

4۔ ہشیم بن بشیر الواسطی

موصوف لکھتے ہیں:

''ہشم بن بشیر الواسطی کے بارے میں خطیب نے بتایا ہے کہ وہ جابر الجعفی (سخت ضعیف) سے بھی تدلیس کرتے تھے'' (ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر 33 صفحہ 46)

تبصرہ: موصوف نے ہشم بن بشیر کو بھی صحیحین اور سنن اربعہ کا راوی بتایا ہے اور پھر سخت ضعیف راوی جابر الجعفی سے ان کی تدلیس بھی ثابت کی ہے۔جس کے حرام ہونے پر موصوف کا اپنا ماہنامہ گواہ ہے اور صرف حرام ہی نہیں بلکہ ابن کثیر کے حوالے سے اسے دھوکہ بھی ثابت کیا ہے اور پھر مزید ان کی تائید کرتے ہوئے خود بھی اسے حرام اور بہت بڑا فراڈ کہا ہے۔

روایتِ حدیث میں عیب چھپانا امام مسلم کی نظر میں

قارئین کرام! مدلّس راوی کی حقیقت امام ابن کثیر کے حوالے سے آپ نے پڑھ لی کہ وہ صرف اپنی روایت میں تدلیس (حدیث کے عیب چھپانا) اس لیے کرتا ہے تا کہ اس کی روایت مردود نہ ہو جائے۔ یعنی اگر وہ اپنے ضعیف استاذ کا نام سند میں ذکر کرے گا تو اس کی وجہ سے اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی لہٰذا وہ اپنے استاذ کا نام ذکر نہیں کرتا یعنی عیب کو چھپا دیتا ہے اب دیکھتے ہیں کہ جو راوی حدیث کے عیب کو لوگوں سے چھپائے وہ امام مسلم کی نظر میں کیا ہے۔

چنانچہ اس مقصد کے لیے زبیر صاحب کے ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر 53 سے اقتباس نقل کر رہا ہوں، پس زبیر صاحب لکھتے ہیں:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۔۔۔۔تو اگر وہ راوی صدق وامانت سے متصف نہ ہو اور پھر اس سے کوئی ایسا شخص روایت کرے جو اس کے حال سے واقف ہونے کے باوجود ان لوگوں سے جو اس کے عیب سے ناواقف ہیں اس کے عیب کو بیان نہ کرے تو وہ روایت کرنے والا اپنے اس فعل سے گنہگار ہوگا اور عوام المسلمین کو دھوکہ دینے والا ہوگا کیونکہ ان روایات واحادیث کو جو بھی سنے گا وہ ان پر ایمان لا کر عمل کرے گا یا ان میں سے بعض پر عمل کرے گا اور بہت ممکن ہے کہ وہ تمام مرویات یا ان میں سے اکثر مرویات صرف کذب وجھوٹ پر مبنی ہوں ان کی کوئی اصل نہ ہو۔۔۔۔۔۔اور جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف اور مجہول الاسناد احادیث روایت کرنے کی ٹھانی ہے اور ان ضعیف احادیث کے ضعف اور خرابی کو جاننے کے باوجود اسے روایت کرنے کی عادت میں مبتلا ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جنہیں ایسی روایات واحادیث کی روایت کرنے اور اس کی عادت بنانے پر اس بات نے

آمادہ کیا کہ وہ اس طریقہ سے عوام الناس کے سامنے اپنا کثیر العلم والحدیث ہونا ثابت کریں اور اس لیے تا کہ کہا جائے کہ فلاں نے کتنی ہزار احادیث جمع کی ہیں۔ اور علمِ حدیث میں جو اس راہ پر چلا اور اس طریقہ کو اختیار کیا تو علمِ حدیث میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے اور اس کو جاہل کہنا اس کو عالم کہنے کی نسبت زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے۔

(ماہنامہ الحدیث شمارہ 33 صفحہ 2 ,24 بحوالہ مقدمہ صحیح مسلم مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

تبصرہ: قارئین کرام! امام مسلم کا بیان گویا اس کتاب کا خلاصہ ہے کہ ان کے نزدیک حدیث کے عیب کو ظاہر نہ کرنے والا گنہگار اور عوام المسلمین کو دھوکہ دینے والا ہوتا ہے نیز ایسا شخص جاہل کہلانے کا حقدار ہوتا ہے نہ کہ عالم کہلانے کا۔ اور امام مسلم کا یہ گرانقدر بیان خود موصوف نے نقل کیا ہے لیکن وہ پھر بھی ائمہ حدیث کو مدلّس کہنے پر بضد ہیں اور بڑے فخر سے لکھتے ہیں:-

''یہ چالیس حوالے اہل حدیث اور غیر اہلحدیث علماء کے ہیں جن کے نزدیک بعض ثقہ وصدوق راوی مدلّس بھی ہوتے ہیں۔۔۔۔لہٰذا اس پر اجماع ہے کہ فنِ تدلیس ایک حقیقت والا فن ہے اور ثقہ وصدوق راوی کذاب نہیں ہوتا بلکہ اس کی مصرّح بالسماع روایت صحیح وحجت ہوتی ہے۔''

تبصرہ: یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ثقہ وصدوق راوی کذاب نہیں ہوتا لیکن افسوس ہے کہ موصوف عملاً اسے کذاب سمجھتے ہیں اس لیے کہ وہ اس راوی کے متعلق یہ گمان کرتے ہیں کہ اس نے عن سے روایت کی ہے اور اس نے کسی کو سند سے گرایا ہوگا لہٰذا میں اس سچے آدمی کی بات پر یقین نہیں کرتا۔ یہ تضاد اور اجتماع ضدّین ہے جس سے الحمدللہ ہم تو بیزار ہیں اور موصوف سے بھی یہی گذارش ہے کہ وہ بھی اس پر نظرِ ثانی کریں۔

الحمدللہ